تفصیلی فہرست

مخطوطاتِ متفرقہ

(اُردو، پنجابی، ہندی، کشمیری، تُرکی، پشتو)

سنہ ۱۹۶۴ء

پنجاب پبلک لائبریری لاہور

مرتّبہ
منظور احسن عبّاسی

تفصیلی فہرست مخطوطات عربیہ مع ضمیمہ

صفحات ۳۴۸ قیمت : بارہ روپیہ

تفصیل فہرست مخطوطات فارسیہ

صفحات ۸۶۰ قیمت : بیس روپیہ

ملنے کا پتہ

لائبریرین :

پنجاب پبلک لائبریری ۔ لاہور (مغربی پاکستان)

تعارف

یہ کتاب عوامی کتب خانہ (پنجاب پبلک لائبریری) لاہور کے متفرق مخطوطات کی ایک تفصیلی فہرست ہے۔

اس سے پہلے 'تفصیلی فہرست مخطوطات عربیہ' مع 'ضمیمہ' ۳۴۸ صفحات پر اور ''تفصیل فہرست مخطوطات فارسیہ'' ۸۶۰ صفحات پر شائع ہو چکی ہے۔

اس فہرست میں آردو، پنجابی، ہندی، ترکی، پشتو اور کشمیری زبان کی ایسی قلمی کتابوں کی تفصیل درج ہے جو خط نسخ یا نستعلیق میں لکھی گئیں۔ فہرست کے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ ایسے مخطوطات کا ذخیرہ ہنوز اس کتب خانہ میں بہت کم ہے۔ اس لئے ہر زبان کے مخطوطات کی جداگانہ فہرست مرتب کرنے کی بجائے سب کا ذکر یکجائی طور پر کیا گیا ہے۔ تفصیلات کے مآخذ و مصادر کی نشاندھی ذیلی حاشیہ پر کر دی گئی ہے۔

ان مجلدات میں بعض مجموعے ایسے ہیں جن کے ساتھ غیر زبان کے مخطوطات شامل ہیں ایسی کتابوں کے نام کے ساتھ ان کی زبان کا اندراج کر دیا گیا ہے۔

فہرست ہائے مخطوطات عربیہ و فارسیہ کی طرح اس فہرست میں بھی آن مخطوطات کے نام کے نیچے خط کھینچ دیا گیا ہے جو نادر الوجود ہونے کی حیثیت یا کسی اور لحاظ سے قابل قدر ہیں۔

اخیر میں کتابوں، مصنفوں اور کاتبوں کے نام کی تین فہرستیں بترتیب حروف ھجا شامل ہیں۔

مرتب

منظور احسن عباسی

۱۵ اپریل ۱۹۶۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(مخطوطات اُردو)

(۱)

پریچھا سری کرشن و سری رادھا

۵۱۲، ۲۹۴ گیتا

موضوع : ہندوؤں کا قدیم افسانہ

حجم : ۱۸ اوراق

تقطیع : ۶ ۱/۴″ × ۸ ۳/۴″ = ۱۴ سطری نستعلیق معمولی

مکتوبہ مولراج دھرہ ۵ جمادی الثانی روز دو شنبہ (مطابق - شری بھگوت گیتا بھاکا)

تالیف نا معلوم

مضمون کتاب شری کرشن جی (جس کو سناتن دھرمی ہندو خدا کا اوتار مانتے ھیں) اور آن کی محبوبہ رادھا کے درمیان راز و نیاز کے مضمون پر مشتمل سوال و جواب کا مجموعہ ھے -

عنوان کتاب میں بتایا گیا ھے کہ سری کرشن نے زنانہ لباس اور زیورات پہن کر عورت کا بھیس بدل لیا اور ' سکھی سانول ' نام رکھکر

رادھا کے پاس پہنچے - وہاں جو گفتگو ہوئی اس کو بطرز سوال و جواب بھاکا نظم میں نقل کیا گیا ہے۔

آغاز نظم :

" جے جے جے شے رادھا پت کوں چت لا اون
رادھا پت کی سمر کی رادھا پت کا اون ۔ "

یہ گفتگو بعض امور معرفت پر مبنی ہے۔

مکتوبہ نسخہ معلوم یا موجود نہیں ہے۔ اس مضمون سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب کے لئے ایک قابل قدر مخطوطہ ہے۔

---

(۲)

اختصار گرنتھ صاحب دسویں بادشاہ

(ترجمہ)

ج ۲۹۴٬۶۱ گر - عطر

موضوع : سکھ مذہب

حجم ۱۲۳ اوراق (درمیان میں جا بجا ۵ اوراق خالی ہیں)

تقطیع : $7\frac{3}{4}" \times 12\frac{1}{2}"$ = ۱۶ سطری نستعلیق و نستعلیق شکستہ آمیز

مکتوبہ ۱۸۷۷ء

تالیف (ترجمہ) سردار عطر سنگھ رئیس بھدوڑ (یکے از رؤسائے پنجاب (ہند اواخر صدی نوزدھم عیسوی)

مؤلف پنجاب (ہند) کے سکھ رؤساء کے مشہور خاندان پھولکیاں کی کسی شاخ سے منسلک اور علاقہ پنجاب (ہند) کے بہت بڑے تعلقہ داروں میں شمار کئے جاتے تھے - ریاست ہائے پھولکیاں (پٹیالہ و جیند و نابھہ) کے راجگان بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس کتاب کے دیباچہ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ سردار صاحب ایک راسخ العقیدہ سکھ اور مذہبی خیالات سے دلچسپی رکھتے تھے۔

یہ کتاب سکھوں کی مقدس کتاب گرنتھ صاحب کے دس حصوں میں سے آخری حصہ کے منتخب مضمون کا ترجمہ ہے۔ یہ حصہ دسویں بادشاہ یعنی سکھ مذہب کے آخری رہنما گوروگوبند سنگھ صاحب (المتوفی سمت ۱۷۶۵ب) کی تالیف ہے جو گورو صاحب کی اپنی انشاء (بزبان گورمکھی) کے علاوہ چند دوسرے کویوں (شاعروں) کے کلام کا مجموعہ ہے۔ تمام کتاب نظم میں ہے۔ مطالب کتاب کو ۱۶ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے، ہر باب کی متعدد فصلیں ہیں۔ ہر فصل کے چھندوں (اشعار) کی تعداد کی ایک مکمل فہرست مع تفصیل مضامین ابتدا میں شامل کی گئی ہے جس کے خاتمہ پر مولف سردار عطر سنگھ نے بتایا ہے کہ

"کل خلاصہ گرنتھ صاحب = مختصر تحریر ہے اور کوئی بات اس سے زیادہ لائق ترجمہ کے نہیں ہے۔ اس لئے اس ترجمۂ منتخب سے پورا پورا حال کل کا واضح ہو سکتا ہے"۔

آغاز ترجمہ سے پہلے مترجم نے یہ تصریح کر دی ہے کہ دسویں بادشاہ (گورو گوبند سنگھ) کے گرنتھ کی چار جلدیں ہیں جو آپس میں مختلف ہیں۔ یہ منتخب اور ترجمہ صرف پانچ مختلف ابواب کا ہے اور اس جلد کے بموجب ہے جو گوردوارہ دمدمہ صاحب میں موجود ہے۔

سرورق کی ایک عبارت سے مترشح ہے کہ یہ ترجمہ ۱۸۷۷ء میں نواب لفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر ممالک پنجاب کے ملاحظہ کے لئے کیا گیا ہے۔

آغاز دیباچہ :

"جپ و جاپ ہندی میں عبادت کو کہتے ہیں اول گرنتھ میں گورو نانک صاحب نے جپ تصنیف کیا ہے کہ جو گرنتھ صاحب کے شروع اول باب میں لکھا ہے ـــــ اس کو جپ جی کہتے ہیں۔ اسی طرح گورو گوبند صاحب نے اپنے گرنتھ کے اول میں جاپ نام سے تصنیف کیا کہ جس کو ادب سے سکھ لوگ جاپ جی کہتے ہیں۔"

آغاز ترجمہ باب اول موسومہ جاپ :

" ایک پرمیشر سے کل پھیلاؤ ہے "

باب دوم موسومہ اکال استت :

" لا زمانہ ولا موت مذکر خدا پاک کی ہم کو پناہ ہے "

باب سوم موسومہ بچتر ناٹک :

" بچتر ناٹک کتاب تحریر کرتا ہوں تیری مہربانی سے "

باب چہاردھم موسومہ ' شبد ہزارہ ' :

" اے من ایسا سنیاس کر - جملہ گھروں کو موافق جنگل کے سمجھو "

باب ششم موسومہ " پارچنڈی " .

" ایک اونکار واھگورو جیو کی فتح - مبارک بھگوتی جیو مددگار ہووے "

اخیر میں سولھویں باب کی کچھ حکایات کا ترجمہ ہے -

بدیں لحاظ کہ مولف نے اس کتاب کی تالیف میں سخت محنت اور کاوش فکر سے کام لیا ہے اور اس کا دوسرا نسخہ موجود نہیں - بلکہ گرنتھ صاحب کا اردو ترجمہ نایاب ہے یہ مخطوطہ قابل قدر ہے -

---

(۳)

تقویۃ الایمان

۲۳، ۲۹۷ اسما

موضوع : وحدانیت - تردید شرک

حجم : ۱۲۰ اوراق

تقطیع : ″۷×″۵=۱۱ سطری نستعلیق

مکتوبہ ۱۲۵۲ھ

تالیف مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید (المقتول ۱۲۴۰ھ)

مولانا شاہ عبدالغنی رح کے فرزند اور شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رح کے پوتے تھے۔ ۱۱۹۳ھ میں پیدا ہوئے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز رح المتوفی ۱۲۳۹ھ سے جو ان کے عمو تھے علم حاصل کیا اور بیشتر ان ھی کے زیر تربیت رہے۔ ۱۲۳۷ھ میں حج و زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ مولانا سید احمد شہید بریلوی (المتولد ۱۷۸۶ء) سے بیعت اور ان کے لشکر مجاھدین کے سپہ سالار تھے۔ پکے موحد اور بدعات و رسوم مشرکانہ سے سخت متنفر تھے۔ عقائد باطلہ کے خلاف زبانی اور قلمی جہاد میں مصروف رہے۔ اصلاح عقائد و اعمال میں غایت درجہ تشدد کے باعث کچھ لوگ جن میں بعض ذی اثر علماء بھی تھے ان کے مخالف ھو گئے اور ان کی تبلیغی سرگرمیوں اور وعظ و پند پر حکومت کی طرف سے پابندی عائد کرا دی۔ لیکن شاہ صاحب کی درخواست پر یہ پابندی ھٹا لی گئی۔

اواخر عہد اکبر شاہ ثانی میں روز افزوں انگریزی اقتدار کے خلاف مولانا سید احمد اور اسمٰعیل شہید رح نے مسلمانوں میں ایک جذبۂ جہاد پیدا کر دیا تھا۔ ادھر پنجاب میں مہاراجہ رنجیت سنگھ مسلمانوں پر سخت مظالم ڈھا رھا تھا۔ مولانا اسمٰعیل شہید بھیس بدل کر پنجاب آئے اور دو سال تک مسلمانوں کا حال اپنی آنکھوں سے مشاھدہ کیا اور آخر کار اپنے مرشد سید احمد بریلوی کی رھنمائی میں علم جہاد بلند کر دیا۔ ہزاروں لاکھوں مسلمان ان کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوئے۔ سکھوں کے ساتھ سخت معرکے پیش آئے اور متعدد مقامات پر مسلمان مجاھدین کو غلبہ حاصل ھوا۔ لیکن انجام کار ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ مطابق ۱۸۳۰ء میں بالا کوٹ کے مقام پر مولانا سید احمد اور شاہ محمد اسمٰعیل دونوں نے شہادت پائی اور اپنے مشہد کے قریب مدفون ہوئے۔

یہ کتاب مولانا محمد اسمٰعیل کی اردو زبان میں نہایت معرکۃ الارا تالیف ھے جس میں وحدانیت خالص کے عقیدہ کی وضاحت فرمائی گئی ھے اور مشرکانہ بدعات و رسوم کے خلاف آواز اٹھائی گئی ھے۔

مطالب کتاب کو ۵ فصلوں میں تقسیم کیا گیا ھے۔

فصل پہلی - شرک کی برائی میں

فصل دوسری - اشراک فی العلم

فصل تیسری - اشراک فی التصرف

فصل چوتھی - اشراک فی العبادت اور

فصل پانچویں - اشراک فی العادت کے بیان میں -

آغاز :

" الٰہی ھزار ھزار شکر تیری ذات پاک کو کہ ھم کو تو نے ہزاروں نعمتیں دیں ـــــــ "

یہ مخطوطہ ایک مکمل نسخہ ھے - یہ کتاب مختلف مطابع میں چھپ چکی ھے - کتاب کے اخیر میں ۱۴ اوراق پر ایک مضمون بطرز مراسلہ بزبان فارسی مندرج ھے -

تمہید جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت پر مشتمل ھے اس کے بعد کاتب مراسلہ نے خود کو بندۂ پروردگار خادم کافۂ مسلمین ملقب بہ امیرالمومنین سے یاد کرتے ہوئے بتایا ھے کہ قبیلۂ یوسف زئی کے لوگ اس عبادت عظمئے (جہاد) پر آمادہ ھو گئے لیکن سردار پشاور نے سخت غداری کی اور سال بھر سے برابر مسلمانوں کی مخالفت پر آمادہ ھے - وزیر فتح خان اور سردار اعظم کی مجاھدانہ سرگرمیوں کے خلاف اس کی بدکرداری کی نشان دھی کرتے ھوئے قرآن ، حدیث ، اجماع اور قیاس کی چھارگانہ شرعی دلائل سے ثابت کیا گیا ھے کہ ایسے شخص کے خلاف قتال واجب ھے اور تمام مسلمانوں کو اس جہاد میں شامل ھونے کی ترغیب کی گئی ھے - اس تحریر میں یہ بھی کہا گیا ھے کہ مجاھدین کا مقصد مسلمانوں سے لڑنا نہیں ھے اور نہ وہ اقتدار و اختیار کے بھوکے ھیں ان کی غرض صرف اعلائے کلمۃ الحق اور اسلام کو دشمنان اسلام کے مظالم سے نجات دلانا ھے -

قیاس یہ ھے کہ یہ مراسلہ مولانا سید احمد بریلوی یا ان کے سپہ سالار شاہ محمد اسمٰعیل کی جانب سے حکومت وقت کے پاس بھیجا گیا اور سردار پشاور سے مراد سردار سلطان محمد خان حاکم پشاور ھے جس کا بھائی یار محمد خان مجاھدین کے ایک معرکہ میں زخمی ھو کر ھلاک ھو گیا

تھا - اگر یہ قیاس صحیح ہے تو یہ تحریر تاریخی حیثیت سے بہت بڑی اہمیت کی حامل ہے - جس کی دوسری نقل بظاہر موجود نہیں ہے -

آغاز :

سپاس بیقیاس وستائش نیاز اساس مرحضرت خداوندی را جلت عظمتہ، و عمت رحمتہ، ← "

خاتمہ پر تاریخ تحریر بدیں نمط درج ہے -

۱۲۴۳ھ تالیفی مکتوبی ۱۲۵۷ھ

جس سے ظاہر ہے کہ تالیف اور تحریر کے درمیان صرف ۱۴ سال کا فاصلہ ہے - اس لحاظ سے یہ نسخہ نہایت قابل قدر ہے -

---

(۴)

کشف الخلاصہ

۳ ، ۲۹۷ شجا

موضوع : فقہ (منظوم)

حجم : ۳۲ صفحات

تقطیع : $6\frac{1}{2}'' \times 10\frac{1}{3}''$ = ۱۴ سطری نستعلیق خام و معمولی

مکتوبہ نور خاں تاریخ یکم شہر صفر ۱۲۸۱ھ (م) نصفی ماہ اساڑھ ۱۲۷۱ فصلے جو حاجی شیخ صبغۃ اللہ جیو کے لئے لکھی گئی -

تالیف (منظومہ) حافظ شجاع الدین - (یکے از علمائے اواخر صدی دواز دھم ھجری)

یہ کتاب رسالہ خلاصہ کے مضامین کا اردو نظم میں ترجمہ ہے - خلاصہ کے مولف کا نام خود مترجم کو بھی معلوم نہیں نہ مولف نے خود اپنا نام بتایا ہے - ناظم کتاب نے بتایا ہے کہ خلاصہ کے مولف ایک متقی اور اھل دل بزرگ تھے - اس ترجمہ منظوم کی تکمیل ۱۱۵۸ھ میں ہوئی - تاریخ اس کتاب کے نام "کشف الخلاصہ" سے بر آمد ہوتی ہے -

مضمون کتاب ارکان خمسۂ اسلام (ایمان - نماز - زکوٰۃ - روزہ اور حج) کے بیان پر مشتمل ہے - تمام ضروری مسائل کو نظم میں بیان کیا گیا ہے -

آغاز :

،،سب ثنا ہے حضرت رحمٰن کو
جان و عقل و دیں دیا انسان کو ہے،،

مطبوعہ نسخہ معلوم نہیں ہے -

---

(۵)

قیامت نامۂ اردو*

۳۶۳ ، ۲۹۷ - قیا

موضوع : کلام (آثار قیامت)

حجم : ۶۲ اوراق

تقطیع : $6\frac{3}{4}'' \times 10\frac{1}{4}'' = 15$ سطری نستعلیق شکستہ آمیز - عنوانات بخط سرخ

تالیف یکے از علمائے اوائل صدی سیز دھم ھجری

مؤلف کا نام اور حالات معلوم نہیں ہو سکے

عنوان ،، سبب تصنیف کتاب ،، کے تحت جو اشعار ہیں ان سے مترشح ہوتا ہے کہ مؤلف حضرت مولانا شاہ رفیع الدین (المتوفی ۱۲۴۹ھ) بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ کے ہم عصر تھے -

یہ کتاب مولانا رفیع الدین موصوف کی تالیف قیامت نامۂ فارسی کا اردو زبان میں بطرز مثنوی منظوم ترجمہ ہے -

مطالب کتاب قیامت کی نشانیوں کے ظاہر ہونے سے لیکر دیدار الٰہی تک کے واقعات پر مشتمل ہیں -

---

*یہ نام قیاساً درج کیا گیا ہے -

ابتدا میں حمد و نعت اور سبب تصنیف کتاب اور اخیر میں ایک مناجات مؤلف نے اضافہ کئے ہیں - اس مناجات میں مؤلف نے اپنے پیر، استاد، اقربا اور اولاد کے جنتی ہونے کی دعا کی ہے - مثنوی کے اشعار ادبی نقطہ نظر سے بلند پایہ نہیں ہیں -

آغاز :

"حمد ہے لائق خدائے پاک کو
بے ستوں جس نے رکھا افلاک کو"

قیامت نامہ (تالیف مولانا رفیع الدین) کا ایک اور اردو منظوم ترجمہ سب سے پہلے ۱۲۶۳ھ میں لکھنؤ سے شائع ہوا - جس کا تاریخی نام "آثار محشر" ہے - ناظم کا نام مولوی محمد علی المتخلص بہ 'محمد' ہے - اس سے پہلے کتاب مذکور کے دو نثری ترجمے بھی کئے جا چکے ہیں جن میں سے ایک کے مترجم کا نام محمد عبداللہ ہے اور دوسرے کے مترجم کا نام معلوم نہیں - یہ ترجمے مخطوطات کی شکل میں ہیں جن کا ذکر تذکرۂ اردو مخطوطات، شائع کردہ ادارۂ ادبیات اردو - حیدر آباد دکن - ہند نے کیا ہے -

زیر نظر تالیف کتاب قیامت نامہ کا قدیم ترین اردو ترجمہ ہے -

حواشیٔ کتاب پر عاشقانہ غزلیات اور کچھ مناجات درج ہیں - شاعر کا تخلص 'شورش' ہے - بظاہر یہ امکان نہیں ہے کہ اس سے مراد غلام حسین شورش' المتوفی ۱۱۹۵ھ ہوں یہ قیاس بھی صحیح نہیں ہے کہ مؤلف مثنوی کا تخلص شورش ہو - کیونکہ غزل کا رنگ متن کتاب کے رنگ سے بہت مختلف ہے -

پہلی غزل کا مطلع یہ ہے :

"جان دوں کیونکر نہ رنج (و) درد (و) غم کے واسطے
میں ہوں ان کے واسطے یہ میرے دم کے واسطے"

اس مخطوطہ کی تاریخ تحریر درج نہیں ہے - قیاساً اواسط صدی سیزدہم ہجری اور عہد مؤلف کا مکتوبہ نسخہ ہے اور عجب نہیں کہ مؤلف کا خود قلم نسخہ ہو - واللہ اعلم

مطبوعہ نسخہ موجود نہیں ہے - فی الجملہ قابل قدر مخطوطہ ہے -

---

(٦)

احوال دوزخ

۳٦٦ ، ۲۹۷ ضا
۵۸ ، ۲۹۷ فیا

ملاحظہ ہو ش ۷ (د) آئندہ

---

(۷)

مجموعہ

یہ مجلہ چند کتابوں کا مجموعہ ہے

(الف) مجموعہ مسائل دینیہ (اردو)

۵۸ ، ۲۹۷ فیا

موضوع : فقہ

حجم : ٦۷ اوراق

تقطیع : $5\frac{1}{2}'' \times 8\frac{3}{4}'' = 15$ سطری نستعلیق روشن مجدول دو خطی سرخ -

تالیف فیاض الحق (قیاساً)

مؤلف نے مختلف دینی کتابوں سے اخذ کر کے ارکان اسلام کے ضروری ضروری مسائل کو درج کر دیا ہے - بظاہر دینی رسالوں کا اردو میں ترجمہ معلوم ہوتا ہے - نہج عبارت اس مجموعہ کے رسالہ در احوال دوزخ (د) مؤلفہ فیاض الحق سے ملتی ہے اس لئے قیاس ہے کہ یہ رسالہ بھی ''فیاض الحق'' کی تالیف ہے مسائل دینیہ پر ایک معمولی رسالہ ہے -

آغاز :

" الحمد لله علی نواله والصلوٰۃ و السلام علی رسوله محمد و آله و اصحابه ۔ اے عزیزو سمجھو تم اس بات کو کہ مسلمان ہونا بڑی نعمت ہے "

تاریخ تحریر درج نہیں ہے ۔ قیاساً اواخر صدی سیز دہم ہجری کا مکتوبہ نسخہ معلوم ہوتا ہے ۔ واللہ اعلم بالصواب

(ب) کلید بہشت (فارسی)

۵۸، ۲۹۷ محمد
۵۸، ۲۹۷ فیا

موضوع : دینی مسائل

حجم : ۳۵ صفحات

تقطیع و تحریر مطابق (الف)

تالیف محمد بن فیض اللہ مرحوم

مولف کے حالات معلوم نہیں ۔ لیکن اس مجموعہ کا رسالہ موسومہ تحفۂ خانی (۵) کے مؤلف کا نام فیض اللہ ہے عجب نہیں کہ زیر نظر رسالہ کے مؤلف ان ہی فیض اللہ کے فرزند ہوں ۔

متفرق دینی مسائل پر ایک مختصر رسالہ ہے جس میں مؤلف نے متقدمین کی کتابوں سے چند مسائل اخذ کر کے جمع کر دیئے ہیں ۔ یہ مسائل بیشتر اعمال دینی کے فضائل پر مشتمل ہیں ۔ مثلاً کلمۂ طیبہ ۔ بعض سور کلام الہیٰ ۔ نماز ۔ زکوٰۃ و صدقات نیز بعض وظائف اور دوسرے اعمال صالحہ کے فضائل ۔ ایک معمولی رسالہ ہے ۔

آغاز بعد الحمد و الصلوٰۃ :

" ۔۔ بعد ازیں تحائف درود نا محدود بر مخدومان و بر مادر و پدر و جمیع مؤمنان باد ۔۔ "

(ج) عین الفقه (فارسی)

۵۸ ، ۲۹۷ یعقو
۵۸ ، ۲۹۷ فیا

موضوع : متفرق دینی مسائل

حجم : ۵۰ صفحات

تقطیع و تحریر مطابق (الف)

تالیف یعقوب صالح (یکے از علمائے اواخر صدی دھم ھجری)

مؤلف کے حالات معلوم نہیں ۔

یہ رسالہ بھی متفرق مسائل دینیہ کا مجموعہ ہے ۔

آغاز بعد الحمد و الصلٰوۃ :

''میگوید فقیر یعقوب صالح جعل اللہ آخر بہ خیراً من اولہ ۔ چون صدیقے کہ عدول از قول وے مروت نبود ۔ کتاب فارسی موجز در احکام دین التماس نمود ازاں جہت مسائل کثیر الوقوع و معتمد بہا از کتب معتبرہ دریں اوراق ترتیب یافت ''

مولف نے خاتمہ کتاب پر بتایا ہے کہ آنہوں نے ان مسائل کو کتب معتبرہ ھدایہ ۔ کافی ۔ شرح وقایہ ۔ کنز ۔ فتاوٰی سراجی ۔ خانی ۔ قنیہ ۔ خلاصہ مضمرات اور صلواۃ مسعودی سے اخذ کیا ہے ۔

تاریخ تالیف جمعرات ۲۰ ذی قعد ۹۷۷ھ اور مقام کا نام لاھور درج ہے ۔

مبتدیوں کے لئے ایک مفید رسالہ ہے ۔

(د) احوال دوزخ (اردو)

۳۶۶ ، ۲۹۷ فیا
۵۸ ، ۲۹۷ فیا

موضوع : دوزخ

حجم : ۳۶ صفحات

تقطیع و تحریر مطابق (الف)

تالیف فیاض الحق (یکے از علمائے عہد اواخر صدی سیز دھم ھجری)

مولف کے حالات معلوم نہیں ہو سکے ۔

دوزخ کے حالات پر مشتمل ایک مختصر رسالہ ہے جس کا آغاز وجہ تالیف سے اس طرح ہوتا ہے ۔

آغاز بعد الحمد و الصلوٰۃ :

"اما بعد ۔ ایک دن اس فقیر خاکسار فیاض الحق سے ایک دوست دیندار با صدق و صفا محمد رضا نے کہا کہ اگر یہ رسالہ حدیث کا کہ جس میں کچھ حال دوزخ کا اور حضرت کی شفاعت کا ہے زبان ہندی میں بعبارت سلیس ہو جاوے تو خوب بات ہو ے"

مؤلف نے یہ نہیں بتایا کہ یہ حدیث کے کس رسالہ کا ترجمہ ہندی زبان میں ہے البتہ سال تالیف ۱۲۵۶ھ درج ہے ۔ تاریخ تحریر درج نہیں ہے لیکن قیاساً یہ مخطوطہ چونکہ اواخر صدی سیز دہم ہجری کا مکتوبہ معلوم ہوتا ہے اس لئے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ یہ نسخہ خود عہد مولف میں تامی ہوا یا خود ان کے اپنے ہاتھ کا مکتوبہ ہے ۔ واللہ اعلم بالصواب

خاتمہ کتاب پر مولف کی ایک نظم سادہ اردو میں ہے ۔ جس سے مترشح ہے کہ فن شعر میں آن کو زیارہ درک حاصل نہ تھا ۔

(٥) تحفۂ خانی (فارسی)

۵۸ ، ۲۹۷ فیض

۵۸ ، ۲۹۷ فیا

موضوع : کلام و عقائد

حجم : ۱۲۴ صفحات

تقطیع و تحریر مطابق (الف)

تالیف فیض اللہ بن محمد بن علی ۔

مولف کے حالات اور عہد حیات کی تعین نہیں ہو سکی ۔

یہ رسالہ بعض ایمانی عقائد اور اعمال دین کے بیان پر مشتمل ہے ۔ مضامین کی ترتیب چار ابواب پر کی گئی ۔

باب اول در بیان ایمان و آن مشتمل بر سه فصل است

باب دوم در بیان کفر و آن نیز متضمن بر سه فصل است

باب سوم در بیان منہیاتے کہ غیر کفر است و آن مشتمل بر دو فصل است

باب چہارم در بیان مسائل متفرقات و مسائل بیت المال

مؤلف نے مسائل کی تحقیق میں روایات احادیث و اقوال فقہاء و بزرگان دین سے ہر جگہ استدلال کیا ہے - جس کے باعث یہ رسالہ قابل قدر ہو گیا ہے -

آغاز :

"حمد بیحد و ثنائے بیعد مر موجودے را کہ وجود جملہ کائنات بجود اوست ـ"

مطبوعہ نسخہ موجود نہیں ہے -

---

(۸)

حلیۂ مبارک ہندی (کرم خوردہ)

تفصیل ملاحظہ ہو فہرست مخطوطات فارسیہ شمارہ ۸۷ (ج)

حوالہ نمبر $\frac{\text{۹۹۲۱ ، ۲۹۷ - جیو - ہندی}}{\text{ش ۳۲ ، ۲۹۷ نسف - جیو}}$

---

(۹)

محافل الانوار فی احوال سید الابرار

۹۹۲۱ ، ۲۹۷ مجہد

موضوع : سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حجم : ۲۹۹ اوراق

تقطیع : $۱۰'' \times ۶\frac{۱}{۴}'' = \frac{۱۳}{۱۸}$ سطری بخط شکستہ آمیز معمولی -

مکتوبہ علی بخش بمقام موضع حسن پورہ پرگنہ ہاپوڑ ضلع میرٹھ تاریخ ۲۰ ربیع الثانی ۱۲۶۷ھ م پھاگن بدی سیمین ۱۹۰۷ ب

تالیف شاہ عبدالمجید بن شیخ مولوی عبدالحمید بدایونی الملقب بہ عین الحق المتوفی ۱۲۶۳ھ -

۲۹ رمضان ۱۱۷۷ھ م ۱۷۶۳ء میں بمقام بدایوں پیدا ہوئے۔ سید آل احمد (شاہ شمس الدین عرف اچھے میاں) المتوفی ۱۲۳۵ھ کے مرید اور خلیفہ تھے ۸۰ سال کی عمر میں حج کیا - ۱۷ محرم ۱۲۶۳ھ / ۱۸۸۶ء کو وفات پائی۔ کتب مواھب المنارہ۔ شرح جواھر الرحمٰن رسالہ رد روافض (فارسی) رسالہ رد وھابیہ (آردو) بھی ان کی تالیفات میں سے ھیں*

یہ کتاب سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آردو زبان میں غالباً سب سے پہلی کتاب ھے۔ مؤلف نے دیباچہ میں بتایا ھے کہ اس کتاب میں جو کچھ بھی ھے وہ کتاب معارج النبوہ" فی مدارج الفتوہ" (تالیف معین المسکین الہروی المتوفی ۹۰۸ھ / ۱۵۰۱ء) اور کتاب مدارج النبوہ" (تالیف شاہ عبدالحق محدث دھلوی المتوفی ۱۰۵۲ء) کا ترجمہ ھے اور تفصیل احوال میں انہوں نے کچھ اپنی طرف سے اضافہ نہیں کیا۔ کتاب کی ترتیب بارہ محفلوں (ابواب) میں کی گئی ھے جس کی اجمالی تفصیل یہ ھے۔

در ذکر پیدائش نور - در ذکر تولد - در بیان شیر دادن - در ذکر بشائر نبوت - در ذکر شروع وحی و ظہور دعوت - در بیان ایذائے کفار - در بیان معراج - در ذکر ھجرت - در ذکر وقائع سال دوم تا سال دھم - در ذکر بعضے معجزات - در ذکر خصائص و فضائل - در ذکر فضیلت درود - در ذکر وفات شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم -

آغاز :

"جواھر حمد بیشمار اورلآلی ثنا بیقیاس نثار درگاہ اوس پروردگار کے کہ بساط بسیط زمین فراخ کو فراش قدرت آسکی نے بچھایا ہے"

---

*قاموس المشاھیرج ۱ ص ۱۱ و ج ۲ ص ۴۷

عبارت اردو بے محاورہ ہے اور تحت اللفظ ترجمہ معلوم ہوتی ہے تاریخ تحریر سے واضح ہے کہ یہ کتاب مؤلف کی وفات کے صرف چار سال بعد قلمی ہوئی کوئی مطبوعہ نسخہ موجود نہیں ہے - وجوہ بالا کے پیش نظر یہ مخطوطہ ایک نادرۂ روزگار اور قابل قدر نسخہ ہے -

---

(۱۰)

اصول سیاست مدن

۲، ۳۳۰ اصو

موضوع : معاشیات

حجم : ۲۱۲ صفحات

تقطیع : $۶\frac{۱}{۲}'' \times ۱۰\frac{۳}{۴}'' = ۱۳$ سطری نستعلیق شکستہ آمیز پختہ و دیدہ زیب -

تالیف (یکے از ماہرین معاشیات صدی نوز دہم ہجری) پیشانیٔ صفحۂ آغاز پر لفظ " ہوالغنی " مندرج ہے جس سے مولف کا مسلمان ہونا ظاہر ہوتا ہے -

یہ کتاب اصول تمدن کے معاشی پہلوؤں پر نہایت مفید قابل قدر اور فاضلانہ تصنیف ہے -

اصل کتاب بظاہر ایک سے زیادہ مقالوں پر مشتمل ہے -

یہ مخطوطہ مقالہ دوم (در باب تقسیم کے) سے شروع ہوتا ہے -

مطالب کتاب کو حسب ذیل ۶ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے -

باب اول در باب حق مال کے -

باب دوم بیان میں اسی مطلب کے -

باب سوم بیچ بیان آن جماعتوں کے جنمیں پیداوار تقسیم ہوتی ہے -

باب چہارم در باب مساعات اور رواج کے -

باب پنجم در باب غلامی کے -

باب ششم در باب کاشتکاران ملکی کے -

آغاز :

”جو اصول مقالۂ اولیٰ میں اس کتاب کے بیان کئے گئے ہیں وہ خاص اعتباروں میں ان اصول سے ممیز اور ممتاز ہیں جن کو ہم اس مقالہ میں بیان کریں گے ۔“

خاتمہ :

”۔ یہ بات تحقیق کرنی پڑتی ہے کہ آیا چھوٹی جائدادیں آبادی کی تکثر ناجائز کی طرف مائل ہیں یا اس کی کثرت کو مانع آتی ہیں “

اس کتاب میں خصوصیت کے ساتھ انفرادیت اور کلیت پسندی اور اشتراکیت اور سوشلزم اور ملکیت کے دوسرے نظریات کے مالۂ و ماعلیہ پر بھی سیر حاصل بحث کی گئی ہے -

عبارت قدیم سبک تحریر کے باوجود جدید نظریات کی حامل ہے -

مطبوعہ نسخہ معلوم یا موجود نہیں ہے - بدیں جہت ایک قابل قدر مخطوطہ ہے -

---

(۱۱)

مخزن الحکمت

(ترجمہ اردو)

ج ۱، ۵۳۰ غلا

موضوع : کیمیا

حجم : ۵۲ صفحات

تقطیع : ۸۰ × ۵½ = ۹ تا ۱۰ سطری بخط شکستہ ناقص کرم خوردہ

تالیف (ترجمه) سید غلام بھیک شاہ (المتوفی ۱۹۱۶ء)

المذکور ش ۱۲ (ترجمه) تذکرہ قاضی عبدالجبار همدانی

یہ کتاب رسالہ مخزن الحکمت (فارسی) منظوم کا اردو زبان میں ترجمہ ہے۔

کتاب مخزن الحکمت کے مؤلف کا نام معلوم نہیں ہو سکا البتہ اس کتاب کے دیباچہ سے صرف اس قدر ظاہر ہوتا ہے کہ مخزن الحکمت کے مؤلف باوجود تحصیل علم کے حالت افلاس میں رہے۔ یہاں تک کہ ملتان میں حضرت اسمٰعیل کوفی سے ان کی ملاقات ہوئی جنہوں نے ان کو علم حکمت سکھانے کا وعدہ کیا۔ اس دوران میں انہوں نے کتاب علم اکسیرین کا فارسی نظم میں ترجمہ کیا۔ ان کا کہنا ہے کہ علم اکسیر کی یہ کتاب جابر بن حیان (المتوفی ۱۶۱ھ) کی تالیف ہے۔ انہوں نے اس کتاب کا نام بھی بتایا ہے جو غیر واضح ہے بظاہر 'کتاب تدابیر' پڑھا جاتا ہے۔ لیکن ابن حیان کی تصانیف میں اس نام کی کتاب راقم الحروف کو معلوم نہیں ہے۔ انہوں نے ابن حیان کی کتاب کے فارسی منظوم ترجمہ کا نام مخزن الحکمت رکھا۔ ان کا کہنا ہے کہ میں نے اپنے استاد کی ہدایت کے مطابق ملتان میں تجارب کئے اس کتاب کے اکثر اعمال پورے اترے۔ استاد کے فیض سے مالا مال اور حکمت اکسیر سے آگاہ ہو گئے۔

زیر تبصرہ کتاب کے مؤلف سید بھیک شاہ نے کتاب مخزن الحکمت فارسی منظوم کا یہ ترجمہ اردو زبان میں فائدۂ عوام کے لئے کیا ہے۔

مضامین کتاب کو حسب ذیل ۹ ابواب میں ترتیب دیا گیا ہے۔

باب اول ۔ انواع کانی

باب دوم ۔ آلات علم

باب سوم ۔ ارواح و اجساد

باب چہارم ۔ تکلیس اجساد

باب پنجم ۔ تشمیع

باب ششم - حل ادویه

باب هفتم - عقد ادویه

باب هشتم - تصعید اجساد و احجار

باب نہم - پانیوں میں

ابتدائی تین صفحات مترجم کے دیباچہ پر مشتمل ہیں - جس کا آغاز سورۂ فاتحہ کی ابتدائی آیات سے ہوتا ہے - اصل ترجمہ کا آغاز صفحہ ۴ سے اس طرح ہوتا ہے :

''اُستاد نے مجھکو یوں بتایا اور ارشاد کیا ہے کہ سمجھو - اور خبردار ہو جاؤ -''

کاتب کا نام اور تاریخ تحریر درج نہیں ہے لیکن تحریر ۶۰ سال سے زیادہ کی نہیں معلوم ہوتی - عجب نہیں کہ یہ نسخہ خود مترجم کا قلمی ہو -

صنعت کیمیا سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے ایک قابل قدر مخطوطہ ہے -

---

(۱۲)

مجموعہ

(الف) تذکرۂ قاضی عبدالجبار ہمدانی

(ترجمہ اردو)

ج ۱، ۵۴۰ غلا - جبا

موضوع : کیمیا

حجم : ۱۸۵ صفحات

تقطیع : $\frac{1}{2}$ ۷ × $\frac{1}{4}$ ۱۲ = نستعلیق معمولی - سطور مختلف

مکتوبۂ مؤلف برائے فرزند خود سید ابوالحسن تاریخ ۲۸ اکتوبر ۱۸۹۳ء

تالیف (ترجمہ) سید غلام بھیک شاہ مسافر جالندھری المتوفی ۱۹۱۶ء

مؤلف کے والد کا نام سید اکبر شاہ بن سید عبدالرحمٰن تھا* حالات صرف اس قدر معلوم ھیں کہ جالندھر (ھند) کے رھنے والے تھے - مسافر تخلص تھا اور مولانا اللہ بخش تبسم مالیر کوٹلی (المتوفی ۱۳۱۱ھ†) کے شاگرد تھے - بظاھر کافی عرصہ تک سید غلام بھیک شاہ پیشاور میں مقیم رہے جہاں پر انہوں نے اس کتاب کی تکمیل کی - اس ترجمہ کی تکمیل میں انہوں نے مولوی عبداللہ صاحب ہزاروی†† سے بھی مدد لی جو پیشاور میں تھے - موضع لانبڑی میں ان کی کچھ زر خرید اراضی بھی تھی جس پر انہوں نے دو کنوئیں بنوائے تھے‡ ۱۹۱۶ء میں وفات پائی‡‡ -

یہ کتاب قاضی عبدالجبار ہمدانی کی تالیف موسومہ "تذکرہ" کا اردو زبان میں لفظی ترجمہ ہے - قاضی صاحب کا عہد حیات مخطوطہ کچکول متذکرہ آئندہ کے صفحہ ۸ کے خاتمہ کی عبارت سے اواخر صدی پنجم ہجری ظاھر ھوتا ہے اور ان کا نیشاپور میں قیام کرنا بھی اس عبارت سے مترشح ہے - اس سے زیادہ آن کے حالات کا علم نہیں -

زیر نظر مخطوطہ علم کیمیا پر ایک خاصا مفید رسالہ ہے - کتاب کا مضمون 'صنعت کیمیا گری' کے ہمہ نوعی مطالب پر مشتمل ہے - جس میں پارے کے جمانے - سونا بنانے فلزات کا رنگ تبدیل کرنے اور کشتہ جات کی تیاری اور دوسرے اعمال کیمیا گری کے نسخے اور ترکیبیں مندرج ھیں - کتاب سے پہلے چند اوراق پر مضامین کی ایک فہرست مندرج ہے اس فہرست میں ایک باب کا عنوان دلچسپی سے خالی نہیں :-

---

* تحریر قلمی پروفیسر عبدالقادر صاحب مرحوم بر پشت ورق منسلکہ درمیان ص ۲۰ و ۲۱

† ص ۱۸۳ مخطوطۂ ھذا - مولانا اللہ بخش تبسم کے باب میں صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ چالیس سال تک جالندھر میں رہے اور تیس سال پشاور میں گزارے ۸۰ سال کی عمر پائی -

†† ان کی تعین نہیں ھو سکی

‡ تحریر قلمی مؤلف بر صفحہ ۲۷۸ و ۲۷۹ 'کچکول' متذکرہ ش ب آئندہ

‡‡ تحریر قلمی پروفیسر عبدالقادر صاحب مرحوم ص ۲۷۹ کچکول

''بیان ان بابوں کا جو آسان لکھے گئے ہیں کتاب میں
لیکن وہ نہ ہوں گے''

اس باب کی کیفیت اس سے بھی زیادہ دلچسپ ہے :-

''مصنف نے اس لئے یہ باب درج کتاب آسان کر دی ہیں
کہ کسی جہلا کے کتاب قابو آوے اور وہ عمل آسان
کرے - نہ ہووے - کتاب سے بیزار ہو جاوے''

دیباچہ کتاب میں صاحب متن قاضی عبدالجبار ہمدانی نے صنعت کیمیا گری سے اپنی دلچسپی کے محرکات و اسباب کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ اُن کے والد نے جو ہمدان کے قاضی تھے ایک دیوار کو توڑا اُس میں سے ایک ڈبیا سربند نکلی جس میں ایک شیشی بلور کی تھی اور اُس شیشی کے اندر ہرن کی جھلی پر لکھی ہوئی ایک تحریر سریانی زبان میں تھی - قاضی صاحب اس کی اہمیت کو نہ سمجھ سکے اور وہ تحریر اُن کے کتبخانہ میں پڑی رہی یہاں تک کہ جب مؤلف تذکرہ جوانی کی عمر کو پہنچے تو اُنہوں نے اس تحریر کو ایک حکیم نصرانی سے جو سریانی زبان سے واقف تھا پڑھا اور پھر اُس کا عربی زبان میں ترجمہ کیا اور اُسے از سر نو ترتیب دے کر اُس کا نام تذکرہ رکھا - اور اس صنعت میں غایت درجہ منہمک رہے - اُنہوں نے ایک تجربہ کار عمر رسیدہ شخص کو اپنا پیشکار بنایا اور کتاب کے مندرجات کی آزمائش کی - اُن کا کہنا ہے کہ کتاب کے ساٹھ ابواب میں سے کوئی باب خطا نہ گیا بجز تین باب کے کہ اس میں بعض اسباب بیان کردہ کے باعث ناکامی ہوئی - اُنہوں نے اس کتاب کی توصیف و تعریف میں بہت کچھ لکھا ہے - اور ہدایت کی ہے کہ ان مطالب کو نہایت ہی خاص صلاحیت کے اشخاص کے سوا اور کسی کو نہ بتایا جائے -

آغاز :

''فرماتے ہیں قاضی بزرگ سید - عالم اور حکیم عبدالجبار
ہمدانی کہ سبب میرے پہنچنے کا اس صناعت پر یہ
ہوا کہ -''

مترجم کتاب سید غلام بھیک مسافر نے خاتمۂ کتاب میں اپنے فرزند سید ابوالحسن کو وصیت کی ہے کہ :

”۔ وہ اس کتاب کو ایسا سمجھ کے اپنے پاس سنبھال کر حفاظت سے اس طرح رکھے کہ کوئی کمینہ نا اھل اس کتاب کو جو اس کا مسودہ جدا ہے اور اصل کتاب عربی کو نہ دیکھے نہ کسی کو دیوے۔“

یہ مخطوطہ پروفیسر سید عبدالقادر جالندھری مرحوم کے کتب خانہ میں تھا اُن کی وفات کے بعد اُن کے فرزند سید احسان الحق نے مختلف علوم کی دوسری انگریزی اُردو عربی اور فارسی مطبوعہ کتب اور چند قلمی کتابوں کے ساتھ اس کتب خانہ کو عطا کیا ۔

اس فن سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب کے لئے ایک قابل قدر مخطوطہ ہے ۔

---

(۱۳)

(ب) کچکول مسافر جالندھری

۱، ۵۴۰ غلا ۔ کچ
۱، ۵۴۰ غلا ۔ جبا

موضوع : کیمیا

حجم : ۲۰۷ صفحات (درمیان میں متعدد صفحات خالی ھیں)

تقطیع و تحریر مطابق (الف) سابقہ

تالیف سید غلام بھیک شاہ مسافر جالندھری المتوفی ۱۹۱۶ء

(المذکور ش الف سابقہ)

یہ کتاب فن کیمیا گری پر مؤلف سید غلام بھیک کے عمر بھر کے تجارب کا نچوڑ ہے ۔ کتاب کے مطالب فلزات کی تنقیہ ، تقطیر و تصعید اور کشتہ جات کی تیاری ، جواھرات کی جلا ، سیماب کے بستہ کرنے اور مرجان و مروارید وغیرہ کی ساخت اور بعض مجرب متفرق نسخوں پر مشتمل

ھیں ۔ ان مطالب کو ۱۸ ابواب میں بیان کیا گیا ھے ۔ کتاب کی ابتدا میں ایک فہرست مضامین اور دیباچہ میں تفصیل عنوانات، ابواب درج ھیں ۔ مؤلف نے ۲۰ ایسی کتابوں کے نام درج کئے ھیں جن سے انھوں نے استفادہ کیا ھے ، تا ھم انھوں نے بتایا ھے کہ ھر چند عمر رسیدہ تجربہ کاروں نے علم کیمیا کو برحق کہا ھے ۔ لیکن کسی شخص میں یہ صلاحیت نہیں ھے کہ حکما کی کتابوں سے فائدہ اٹھا سکے ۔ ان کا کہنا ھے کہ

" قائل شدن بریں علم عین نادانی است و اصلش ھمچو الہامات مرزا قادیانی ہے"

اور اپنی ایک نظم میں انھوں نے کہا ھے کہ میں نے صنعت مہوسی کے شغل میں پچاس سال بسر کئے لیکن کچھ حاصل نہ ھوا ۔

غیر از دروغ چیزے نیامد بدست من
آن کس کہ نسخہ گفت شد آخر دروغ زن
بر علم و اھیات مکن خرچ سیم و زر
در آتشش مسوز تو گنجینۂ پدر

اس کے باوجود انھوں نے بعض نسخوں اور ادویات و تراکیب کی تحسین فرمائی ھے اور اس پر عمل کرنے کی اھمیت تسلیم کی ھے ۔

آغاز بعد حمد و صلوۃ :

" بعد حمد و ثناء خدائے جہان آفریں و درود حضرت ختم المرسلین بنگارد سید شاہ بھیک مسافر ہے"

صنعت کیمیا سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے نہایت مفید مجموعہ ھے ۔ دونوں مخطوطات کے درمیان میں متعدد اوراق سادہ ھیں جن کے منجملہ ۲ اوراق پر جو آلٹے لگا دیئے گئے ھیں ۔ کیمیا گری کے متعلق چند اور نسخے مندرج ھیں ۔

(۱۴)

تاریخ سدھو براڑان (دفتر اول)

۵۷۳،۹۵۴ عطر

موضوع : تاریخ پنجاب (سابقہ)

حجم : ۱۳۰ صفحات

تقطیع : ۹ ۱/۲″ × ۱۵″ = ۱۸ سطری نستعلیق جلی

مکتوبہ ماہ اکتوبر ۱۸۶۷ء م جمادی الثانی ۱۲۸۳ھ

تالیف سردار عطر سنگھ (المذکور ش ۲ اختصار گرنتھ صاحب)

یہ کتاب مؤلف کے خاندان سدھوبراڑان کی مستند اور مفصل تاریخ ہے - چونکہ سابقہ پنجاب کے سکھ روساء اور بیشتر راجگان ریاست ہائے پنجاب (ہند) اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے - اس لئے اس کتاب میں ان کے خاندان کے حالات بھی مندرج ہیں - کتاب کے پہلے مضامین مندرجہ کی ایک مکمل فہرست درج ہے اور سکھ راجگان روساء کے متعدد خاندانوں کے شجر ہائے نسب بھی شامل کتاب ہیں -

ابتدائی اوراق مشتملہ فہرست مضامین کے صفحہ اخیر پر ایک فہرست درج ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مؤلف اس کتاب تواریخ کے مطالب کو حسب ذیل چار دفتروں میں تقسیم کرنا چاہتے تھے -

دفتر اول - در باب بیان خاندان سدھوبراڑان سن ولادت ، شادی ، انتقال وغیرہ حالات عمر مختصر شجرہ ، خطاب ، نقشہ ریاستگان وغیرہ -

دفتر دوم - نقل فرامین شاہی و سندات سرکار انگریز بہادر و خطوط خانگی باھمد گری -

دفتر سوم - بندوبست ملک مع نقشہ ملک و کیفیت -

دفتر چہارم - حالات متفرقات جو تین دفتر میں رہ گئے اور پیچھے سے حاصل ہوئے - زیر نظر مخطوطہ دفتر اول پر مشتمل ہے -

مضمون دیباچہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مندرجات کی صحت و تحقیق میں مؤلف نے جہد بلیغ سے کام لیا ہے۔ جن ذرائع سے انہوں نے مدد حاصل کی ہے ان کی ایک فہرست بھی دیباچہ میں شامل ہے۔

خاتمہ کتاب میں درج ہے کہ صاحب سیکرٹری گورنمنٹ بہادر پنجاب (سابقہ) نے اپنے ایجنٹ این روئے دریائے ستلج کے توسل سے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ رؤساء سرداران و راجگان قسمت انبالہ کی تواریخ مہیا کی جائے اور اس کو مسٹر گرفنس ڈپٹی کمشنر لاہور کی خدمت میں ارسال کیا جائے۔ ایجنٹ مذکور کا یہ مراسلہ ۱۳ جنوری ۱۸۶۸ء کا تھا۔ مؤلف نے چاہا کہ ان کی تاریخ کا یہ دفتر اول مرتب ہو کر جملہ حاکمان وقت کی خدمت میں پہنچ جائے۔

سر ورق پر تاریخ تحریر مخطوطہ زیر نظر ماہ اکتوبر ۱۸۶۷ء درج ہے۔

یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ یہی مسودہ مسٹر گرفنس ڈپٹی کمشنر لاہور کو بھی گیا یا اس کی کوئی اور نقل ارسال ہوئی۔

بہر حال یہ مخطوطہ خود عہد مؤلف کا مکتوبہ ہے۔ ہر چند کہ انشاء کے اعتبار سے یہ کتاب چنداں وقیع نہیں ہے لیکن پنجاب سابقہ کے نہایت ہی مستند حالات پر مشتمل ہونے اور مطبوعہ نسخہ موجود نہ ہونے کے باعث قابل قدر ، نیز سکھوں کی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب کے لئے ایک اہم دستاویز ہے۔

---

(۱۶)

نامعلوم الاسم

۶۱۰ شفی

موضوع : طب

حجم : ۲۱۸ اوراق۔ تمام اوراق ایک رخ سے سادہ ہیں

تقطیع : $۵\frac{۳}{۴} \times ۸\frac{۳}{۴}$ = بیشتر ۱۶ سطری بخط نستعلیق خام و ناقص

مکتوبہ قاضی اقبال سعید بی - اے خلف قاضی عبدالعزیز ساکن سوهدره - مکتوبہ ۱۳۶۰ھ

تالیف محمد شفیع ولد میاں فتح الدین تیر انداز

دیباچہ کتاب سے ظاہر ہے کہ مؤلف لاہور اکبری منڈی کوچہ نقاشاں کے رہنے والے قوم ارائیں سے ہیں - انہوں نے ۱۹۰۳ء میں انٹرنس تک تعلیم حاصل کی اور پھر بزرگوں کی صحبت سے فیض یاب ہوتے رہے - بالاخر خواجہ احمد نبی صاحب تیراہی ، چوراھی ، قریشی ، نقشبندی ، مجددی ، نوری سے بیعت کی اور ان کی خدمت میں رہے - ان ہی سے ان کو متعدد قلمی کتابیں حاصل ہوئیں - مؤلف کو چونکہ طب سے لگاؤ تھا انھوں نے ان قلمی کتابوں اور خود خواجہ ممدوح کے بتائے ہوئے مجربات سے یہ مجموعہ مرتب کیا - ان کا کہنا ہے کہ

" ایسے مستند مجربات کا ملنا فی زمانہ محال ہے "

یہ مخطوطہ سید عبدالقادر مرحوم پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور کے ذخیرہ کتب میں تھا جس کو ان کے فرزند سید احسان الحق نے ۱۹۶۲ء میں کتب خانہ عوامی پنجاب کو منتقل فرمایا - ان کتب میں بہت سی فارسی اور اردو کتابیں ' طب ' کے موضوع پر تھیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ پروفیسر ممدوح کو علوم طب و اصول حفظان صحت سے نہایت دلچسپی تھی -

اس مخطوطہ کے باب میں ان کی ایک تحریر ابتدا میں درج ہے -

" اس کتاب کا ایک نسخہ چودھری رحیم بخش صاحب ایم - اے ، ایل - ایل - بی وائس پرنسپل لا کالج لاہور کے پاس تھا جو میاں محمد شفیع تیر انداز نے ہدیۃً دیا تھا - یہ نسخہ چودھری صاحب موصوف سے عاریتاً لیا - قریباً دو سال کا عرصہ ہوا قاضی اقبال سعید بی - اے خلف قاضی عبدالعزیز ساکن سوھدرہ حال

نائب تحصیلدار کوئٹہ نے یہ نقل اس مسودہ سے تیار کی ۔ اس کتاب کی زبان ناقص ہے میں نے اسے کہیں کہیں سے درست کر دیا ہے‘‘۔

سید عبدالقادر ایم ۔ اے
پروفیسر اسلامیہ کالج ۔ لاہور
۴ ذی الحج ۱۳۶۲ھ مطابق
۳ دسمبر ۱۹۴۳ء

اخیر کتاب میں انھوں نے لکھا ہے کہ :

’’ یہ بہت مجرب نسخہ جات کا مجموعہ ہے ۔ اس کتاب کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے ۔ بہت احتیاط اور حفاظت سے رکھنا چاہیے اور اسے ہر کس و نا کس کے ہاتھ میں نہیں دینا چاہیے ۔ بڑی مشکل سے یہ کتاب حاصل کی گئی ہے ۔ اس کی قدر کرنی چاہیے ۔

سید عبدالقادر
شنبہ ۱۴ رجب المرجب ۱۳۶۴ھ مطابق
۲۹ جون ۱۹۴۵ء

اس کتاب کی ترتیب تین حصوں میں اس طرح کی گئی ہے ۔

حصہ اول ۔ عام ہدایات

حصہ دوم ۔ کشتہ جات کا بیان

حصہ سوم ۔ نسخہ جات مجرب المجرب

عام ہدایات میں فرائض و عبادات کی طبی اہمیت اور مختلف تدابیر حفظ صحت کا بیان ہے ۔

دوسرے حصہ میں ۴۰ کشتہ جات کی ترکیب اور حصہ سوم میں مختلف امراض کے ۵۰ نسخہ جات مجرب اور طریق استعمال وغیرہ درج ہیں ۔

آغاز :

" اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے خلق کی بہتری کے لئے دنیا پر دو علم رسولوں کے ذریعے نازل فرمائے ہے "

اخیر کے چند صفحات خارج از کتاب پر " طب یونانی کے چند مایۂ ناز نسخے " پروفیسر ممدوح نے اپنے قلم سے اضافہ کئے ہیں ۔

بظاہر علم طب اور فن ادویہ سازی سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب کے لئے نہایت مفید اور قابل قدر مخطوطہ ہے ۔

---

(۱۷)

واسوخت سحر (انتخاب)

۸۶-۸۵۱،۰ سحر

موضوع : ادب (واسوخت)

حجم : ۱۴ اوراق

تقطیع : "۶ × "$\frac{۱}{۴}$۱۰ = $\frac{۱۵}{۱۶}$ سطری نستعلیق شکستہ آمیز ۔ ناقص و خام

مکتوبہ ۱۹۰۶ء (غیر واضح)

تالیف شیخ امان علی سحر (یکے از شعرائے اواسط صدی نوزدہم عیسوی) والد کا نام شیخ محمد امین تھا* لکھنؤ کے رہنے والے شیخ امام بخش ناسخ (المتوفی ۱۸۱۹ء) اور محمد رضا برق کے شاگرد تھے ۔ وضع کے پابند ، خوش پوش اور خوش رو انسان اور دبستان لکھنؤ کی تمام خصوصیات شعری کے حامل تھے ۔ صاحب دیوان ہیں اور پرگو شعرا میں ان کا شمار کیا جاتا ہے ۔ اصناف سخن میں سے ان کے واسوخت زیادہ مشہور ہیں ۔ غدر ۱۸۵۷ء کے کچھ ہی عرصہ بعد وفات پائی ۔

---

* خمخانہ جاوید ج ۴ ص ۸۹

یہ مخطوطہ ان کے صرف تین واسوختوں کا مجموعہ ہے - کاتب نے
بتایا ہے کہ یہ نسخۂ مصطفائی سے منقول ہے -

آغاز :

” ناک میں دم ہے بہت عشق سے جی عاری ہے
زندگی تلخ ہے اب روح سے بیزاری ہے “ -

اخیر کے تین صفحات پر آگرہ (اکبر آباد) کے مشہور شاعر ولی محمد نظیر
(المتوفی ۱۸۳۰ء) کا ایک مسدس اور ایک مخمس درج ہے -

آغاز :

مسدس ” جو فقر میں پورے ہیں وہ ہر حال میں خوش - “
مخمس ” دنیا میں کوئی شاد کوئی دردناک ہے - “

معمولی مخطوطہ ہے -

---

(۱۸)

گلشن بے خار

۰۹، ۸۵۱ شیفتہ

موضوع : تذکرۂ شعراء

حجم : ۱۷۲ اوراق

تقطیع : ″۶ ۱/۲ × ″۱ ۱/۳ = ۱۷ سطری نستعلیق رسمی

مکتوبہ شوال ۱۲۵۳ھ

تالیف نواب محمد مصطفےٰ خاں شیفتہ (المتوفی ۱۸۶۹ء)* ۱۸۰۶ء میں
بمقام دھلی پیدا ہوئے - ریختہ میں ” شیفتہ “ اور فارسی میں حسرتی
تخلص کرتے تھے - والد کا نام نواب مرتضی خاں تھا - ریاست جہانگیر آباد

* قاموس المشاہیر ج ۲ ص ۳۴ -

ضلع بلند شہر کے تعلقہ دار تھے - حج بھی کیا اور عرصہ تک عرب میں قیام رہا - عربی اور فارسی میں استعداد تام رکھتے تھے* - حکیم محمد مومن خان مومن (المتوفی ۱۲۶۹ھ مطابق ۱۸۵۲ء) سے اصلاح سخن لیتے تھے - ان کی وفات کے بعد غالب سے بھی مشورہ لیتے رہے † - دھلی کی آخری بزم کے تابناک ستاروں میں سے تھے - ۱۸۶۹ء میں وفات پائی اور دھلی میں مزار حضرت نظام المشائخ محبوب الٰہی کے جوار میں دفن ہوئے - مجموعہ اشعار فارسی و اردو (کلیات شیفتہ) اور " رہ آورد " (سفر نامۂ حجاز) بھی ان کی تالیفات میں سے ہیں -

یہ کتاب شعرائے اردو زبان کا فارسی زبان میں ایک مختصر تذکرہ ہے جس میں تقریباً ۶۰۰ شعراء ‡ کے مستند حالات نہایت اختصار کے ساتھ مع نمونۂ کلام درج ہیں - شعرائے اردو کے تذکروں میں اس کتاب کو خاص اہمیت حاصل ہے - کتاب کی تالیف ۱۲۴۸ھ میں شروع ہوئی اور ۱۲۵۰ھ میں مکمل ہوئی - اس وقت مؤلف کی عمر ۲۶ سال تھی - یہ کتاب دھلی اور لکھنؤ میں چھپ چکی ہے -

آغاز :

" گل سر سبد سخن حمد چمن ترازیست (طرازیست) کہ
بجنبش شمال و صبا درگلشن گیتی گلہائے رنگیں شگفانیدہ ← "

یہ مخطوطہ ۱۲۶۳ھ یعنی مؤلف کے عہد حیات میں قلمی ھوا - کاتب نے خاتمہ کتاب میں لکھا ہے کہ اس نسخہ کو خود مؤلف نے بنظر تصحیح ملاحظہ کیا ہے - بدیں جہت یہ مخطوطہ گلشن بیخار کا قدیم ترین نسخہ اور قابل قدر ہے -

کتاب سے پہلے ۵ اوراق پر بہ ترتیب حروف تہجی ان شعراء کی فہرست درج ہے جن کا ذکر اس کتاب میں کیا گیا ہے -

---

* قاموس المشاہیر ج ۲ ص ۳۴ -
† مقدمہ دیوان شیفتہ مرتبہ اکادمی پنجاب ص ۱۴ (بحوالہ حالی) -
‡ سیر نگر ص ۱۸۹ - ڈاکٹر سید عبداللہ صدر شعبہ اردو پنجاب یونیورسٹی نے یہ تعداد ۸۰۰ بتائی ہے - (شعرائے اردو کے تذکرے ص ۵۳)

(۱۹)

پنچھی باچھا*

۸۵۱، ۱ وجد

موضوع : مثنوی (ترجمہ)

حجم : ۲۳۶ صفحات

تقطیع : $5\frac{3}{4}'' \times 8\frac{1}{2}'' = 11$ سطری نستعلیق خام

تالیف وجدی دکنی (المتوفی اواسط صدی دواز دھم ھجری)

ھدایت اللہ خان نام وجدی تخلص تھا ۔ صوبہ اورنگ آباد کی سرکار دھارور میں 'کیج' نامی ایک قصبہ آباد ھے اسی قصبہ کے رھنے والے تھے† پیشہ طبابت اور مشرب صوفیانہ رکھتے تھے ۔

اس کتاب کے علاوہ مثنوی مخزن عشق تالیف ۱۱۴۵ھ اور مثنوی تحفۂ عاشقان (ترجمہ مثنوی گل و ھرمز تالیف شیخ فریدالدین عطار) بھی ان کی تالیفات میں سے ھیں ایام حیات ۱۱۵۵ھ تک ثابت ھے ۔

زیر نظر کتاب مثنوی منطق الطیر (تالیف۔شیخ فریدالدین عطار المذکور ش $\frac{۳۷۹}{ب}$ فہرست مخطوطات فارسیہ) کا ترجمہ ھے جو ۱۱۵۵ھ میں تالیف ہوئی ۔

تاریخ تالیف خاتمہ کے اس شعر سے برآمد ھوتی ھے

جب کیا تاریخ کا دل میں حساب
تب ھوا میزان میں "کیا خاصی کتاب"
۱۱۵۵ھ

لیکن بعض نسخوں میں مادۂ تاریخ کیا خاصا کتاب درج ھے اسلئے سال تالیف ۱۱۴۶ھ بتایا گیا ھے ۔ لیکن پروفیسر دی تاسی نے لکھا ھے

---

*یہ نام مختلف نسخوں میں مختلف طریقے سے تحریر کیا گیا ھے ۔
پنچھی باسا ۔ پنچھی باکا ۔ پنچھی باجا ۔ پنچھی نامہ یا پنچھی باچہ

† 'اردوئے قدیم' مصنفہ سید شمس اللہ قادری ماھر علوم آثار قدیمہ مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۳۰ء ص ۱۰۳

کہ یہ کتاب ۱۱۲۴ھ میں اختتام کو پہنچی* اس کا سبب غالباً یہ ہے کہ پروفیسر موصوف نے لفظ 'کیا' کو مادۂ تاریخ میں شامل نہیں سمجھا ۔ ''اُردوئے قدیم'' کے مصنف سید شمس اللہ قادری نے بتایا ہے کہ ببلیوتھک ڈرمارگن لیانڈس کیشل شافٹ میں اس کا جو نسخہ ہے اُس سے ۱۱۱۵ھ میں تصنیف ہونا ظاہر ہوتا ہے* اس کا سبب غالباً یہ ہے کہ اُس نسخہ میں مادہ تاریخ ''خاصہ کتاب'' درج ہے جس سے یہی سن برآمد ہوتا ہے ۔ لیکن راقم الحروف کے خیال میں صحیح سال تالیف ۱۱۵۵ھ ہے جو اس مخطوطہ کے اخیر میں درج ہے ۔

آغاز :

''اے پنچھی پیارے سخن آغاز کر†
حمد سے حق کے بلند آواز کر''

اس کتاب میں مؤلف نے اُن خیالات کو جو شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی زبان میں ادا فرمایا ہے مختصراً اُردو میں منتقل کرنے کی کوشش کی ہے ۔

یہ کتاب متعدد بار بمبئی اور مدراس میں چھپ چکی ہے ۔ دکن کی اُردوئے قدیم کا ایک نمونہ اور تاریخ ریختہ کے مرتبین کے لئے اچھی دستاویز ہے ۔

یہ مخطوطہ اگرچہ کتابت کے لحاظ سے ناقص ہے اور املا کی غلطیاں بھی بہت پائی جاتی ہیں تاہم بظاہر ایک مکمل نسخہ ہے اور بدیں جہت کہ اس کتاب کے قلمی نسخے بہت کم ہیں قابل قدر ہے ۔

تاریخ تحریر درج نہیں البتہ مقام تاریخ 'چنائیں' اخیر کتاب میں درج ہے ۔ قیاس ہے کہ اواخر صدی سیز دہم ہجری کا مکتوبہ نسخہ ہے واللہ اعلم بالصواب

---

* اردوئے قدیم ۔

† یہ مصرعہ ساقط الوزن ہے جو بظاہر کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے ۔ صحیح مصرعہ یوں ہوگا پنچھی پیارے اب سخن آغاز کر ۔ (مرتب)

(۱۹)

دیوان ولی دکنی

۱۷۲۴'۸۵۱ دیو

موضوع : ادب (دیوان)

حجم : ۱۱۱ اوراق

تقطیع : $۸\frac{۳}{۴}'' \times ۵\frac{۱}{۲}''$ = ۱۵ سطری نستعلیق شکستہ آمیز

مکتوبہ شیخ بلاقی بپاس خاطر شیخ فتح محمد عامل ضلع بھوانی پور تاریخ ۲۶ شعبان ۱۱۶۹ھ م ۱۱۵۵ف بعمل سلطنت احمد شاہ سنہ احد جلوس

تالیف ولی (المتوفی اواسط صدی دواز دھم ھجری)

مؤلف کے نام و نسب اور سوانح کے باب میں سخت اختلاف ھے - زیر نظر مخطوطہ کے صفحہ آغاز پر آن کا نام اس طرح درج ھے

''دیوان بلاغت عنوان فصاحت تواماں محمد ولی الدین از
اولاد شاہ وجیہ الدین گجراتی رح ''

مؤلف کے عہد حیات اور تاریخ تحریر مخطوطہ کے تقابل سے قیاس کیا جا سکتا ھے کہ کاتب شیخ بلاقی ولی دکنی کے ھمعصر تھے - یہ امر بذات خود ایک قوی شہادت اس بات کی ھے کہ ولی کا نام محمد ولی الدین بتانے میں آنھوں نے غلطی نہیں کی لیکن ولی کا شاہ وجیہ الدین گجراتی المتوفی ۹۹۸ھ کی اولاد سے ھونا صحیح نہیں ھو سکتا - سوا اس کے کہ آن کو معنوی اعتبار سے کہ وہ شاہ صاحب ممدوح کے عقیدت کیشوں اور آنھیں کے سلسلہ کے ایک بزرگ شاہ نور الدین صدیقی سہروردی المتوفی ۱۱۵۵ھ کے مرید تھے ان کی اولاد قرار دیا جائے۔

انجمن ترقی اردو اورنگ آباد دکن (ھند) کی شائع کردہ کلیات ولی (۱۹۲۷ء) مرتبہ علی احسن مارھروی کے آغاز میں مرتب کا ایک نہایت جامع اور مفید مقدمہ شامل ھے جس میں مرتب نے مؤلف کے مختلف

ناموں میں سے ایسے ناموں کو قرین قیاس بتایا ہے جن میں ولی کا لفظ بطور ایک جزو کے پایا جاتا ہے۔ لیکن ایسے تین نام ولی الدین۔ ولی محمد یا ولی اللہ میں سے کسی ایک نام کو وہ ترجیح نہیں دے سکے* صاحب قاموس المشاہیر نے ان کا نام ولی محمد یا ولی اللہ بتایا ہے† اور نواب مصطفےٰ خان شیفتہ (المتوفی ۱۸۶۹ء) نے اپنے تذکرہ گلشن بیخار میں ان کا نام ولی محمد‡ درج کیا ہے۔ لیکن راقم الحروف کے نزدیک اُن کا وہی نام ہے جو ان کے ہمعصر کاتب نے درج کیا ہے۔ اس امر میں سب متفق ہیں کہ ولی ۱۰۷۹ھ یا اسی کے لگ بھگ بمقام اورنگ آباد دکن پیدا ہوئے۔ اور دکنی یا اورنگ آبادی مشہور ہیں۔ اُن کا بیشتر قیام (غالباً بہ سلسلۂ سلوک و تعلیم و تربیت) گجرات میں رہا اس لئے ان کو گجراتی بھی کہا جاتا ہے۔ عقیدہ کے لحاظ سے اہل سنت والجماعت تھے اور طریق سلوک میں شاہ نور الدین صدیقی سہروردی کے مرید تھے۔ اور اسی سلسلہ کے ایک بزرگ شاہ وجیہ الدین سہروردی گجراتی کے مداحوں میں سے تھے۔

تاریخ ادب اردو میں اُن کو دنیائے نظم کا آدم کہا جاتا ہے جس کا سبب یہ ہے کہ وہی اُردو کے سب سے پہلے شاعر ہیں جنھوں نے برعایت ردیف و قافیہ غزل کی طرح ڈالی اور جن کا دیوان بہ ترتیب حروف تہجی سب سے پہلے مرتب ہوا۔ اُن کی شعری تخلیقات جملہ اصناف سخن پر مشتمل ہیں تاریخ وفات ۱۱۵۳ھ م ۱۷۴۳ء بتائی جاتی ہے مجموعہ منظومات کے علاوہ ایک کتاب ”نور المعرفت“ (منثور) فن سلوک میں بھی اُن کی تالیف ہے۔

یہ مخطوطہ کم و بیش پونے چار سو غزلیات۔ کچھ مخمسات و قطعات اور چند مختصر نظموں (بطرز مثنوی) پر مشتمل ہے۔

---

*مقدمہ کلیات ولی شائع کردہ انجمن ترقی اردو ۱۹۲۷ء ص ۱۴

†قاموس المشاہیر ج ۲ ص ۲۷۹

‡شیفتہ نے ولی کی اصل دھلی اور قیام گاہ مرشد آباد بتائی ہے لیکن یہ خیال التباس اسمی پر مبنی ہے۔ در اصل ولی کے ھمنام مرزا محمد ولی۔ شاہ اسرار اللہ۔ ارشاد (المتوفی اواخر صدی دواز دھم ھجری) کے بھتیجے اور دھلی کے رھنے والے تھے جنھوں نے مرشد آباد میں اقامت اختیار کر لی تھی۔

آغاز :

”کیتا ہوں ترے نام کوں میں ورد زباں کا
کہتا ہوں ترے شکر کوں عنوان بیاں کا“

اگرچہ انجمن ترقی اردو حیدر آباد دکن کی شائع کردہ کلیات میں (جو دیوان ولی کے کم از کم دس قلمی اور مطبوعہ نسخوں کو سامنے رکھ کر مرتب کی گئی ہے) غزلوں کی تعداد ۴۲۲ ہے اور تعداد میں زیر نظر مخطوطہ کی غزلیات سے بہر حال زیادہ ہے تاہم اس مخطوطہ کی بعض غزلیں اس مطبوعہ نسخہ میں موجود نہیں ہیں ۔ بدیں جہت اور اس لحاظ سے بھی کہ مؤلف کے ایک ہمعصر کاتب کا مکتوبہ ہے ایک نایاب مخطوطہ ہے ۔

---

(۲۰)

دیوان قصائد و غزلیات ولی

۱۷۲۴ ، ۸۲۱ قصائد

موضوع : ادب

حجم : ۴۵ اوراق

تقطیع : $4\frac{1}{2}'' \times 8'' = 13$ سطری بخط شکستہ آمیز

تالیف ولی دکنی (المذکور ش ۱۹ سابقہ تحت دیوان ولی دکنی)

یہ مجموعہ ولی دکنی کے چند قصائد ۔ ایک مثنوی اور چند غزلیات پر مشتمل ہے ۔ لیکن جو کچھ بھی ہے الحاق اور تحریف سے مبرا ہے ۔ اس لئے یہ چند اوراق بھی قابل قدر ہیں بلکہ ڈیڑھ سو سال پہلے کے کلام ولی پر مشتمل تمام قلمی نسخے قابل قدر ہیں ۔

اس مخطوطہ کے آخری اوراق مفقود ہیں ۔

تاریخ تحریر درج نہیں ہے لیکن مخطوطہ قصائد عرفی (متذکرہ ش ۳۵۳ تفصیلی فہرست مخطوطات فارسیہ مکتوبہ امید علی ۱۲۱۴ھ) کا ہم قلم نسخہ معلوم ہوتا ہے۔

---

(۲۱)

کلیات میر

(ناقص و غیر مرتب)

۳۲، ۸۵۱ دیو

موضوع : ادب (دیوان)

حجم : ۱۱۹ اوراق

تقطیع : "۶ × "۹ ۱/۴ = ۱۵ سطری شکستہ خام

تالیف میر تقی میر (المتوفی ۱۲۲۵ھ)*

مؤلف نے اپنے خود نوشت تذکرہ موسومہ "ذکر میر" میں بتایا ہے کہ ان کے جد امجد ملک حجاز سے ترک وطن کر کے ہندوستان آئے اور احمد آباد (گجرات) میں اقامت اختیار کر لی۔ ان کے دادا نواح اکبر آباد میں فوجداری کے عہدہ پر مامور تھے۔ اور گوالیار میں وفات پائی۔ والد کا نام میر تقی میر (المعروف علی متقی) تھا۔ جنہوں نے اپنی عمر عزلت اور سخت ریاضت میں گزاری۔ بقیاس غالب میر خاندان سادات میں سے تھے۔ اگرچہ بعض محققین کو اس میں کلام ہے۔ میر تقی کی ولادت ۱۱۳۵ھ میں† بمقام اکبر آباد ہوئی لیکن نشو و نما دہلی میں

---

*مقدمہ مرتب کلیات میر مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۴۱ء بحوالہ نسخہ قلمی دیوان چہارم کتب خانہ راجہ صاحب محمود آباد۔ مکتوبہ میر حسن علی تجلی داماد میر تقی جسے خود میر صاحب نے اپنے شاگرد محمد حسن المخاطب بہ زین الدین احمد کو اپنے ہاتھ سے عنایت فرمایا تھا۔

†قاموس المشاہیر ج ۲ ص ۲۴۴

پائی - اس لئے دہلوی مشہور ہیں - سراج الدین علی خان آرزو کے ارشد تلامذہ میں سے تھے- اخیر عمر میں لکھنؤ آ گئے تھے - میر کی تقریباً تمام زندگی مصائب و نوائب اور تحمل شدائد میں بسر ہوئی - ان کی تالیفات میں چار دیوانوں کے علاوہ ان کی ایک خود نوشت سوانح حیات اور ایک تذکرہ موسومہ نکات الشعراء بھی ان کی یادگار ہیں - میر صاحب کی وفات ۲۰ شعبان ۱۱۲۵ھ کو جمعہ کے روز شام کے وقت محلہ سٹ ہٹی میں ہوئی اور اگلے روز دوپہر کو اکھاڑہ بھیم سین کے قبرستان میں دفن ہوئے - ان کی کلیات ہر صنف سخن کا مجموعہ ہے -

یہ کتاب ان کی منظومات کا ایک مختصر مجموعہ ہے - میر کی کلیات مختلف اوقات میں مختلف ترتیبوں کے ساتھ شائع ہو چکی ہے - زیر نظر مجموعہ کلیات کے ایک چوتھائی حصہ سے بھی کم ہے - غزلیات کے علاوہ کچھ رباعیات اور مثنویات بھی اس مجموعہ میں شامل ہیں - لیکن ان کی ترتیب مطبوعہ نسخہ جات سے بہت مختلف ہے - سوز اور جذب و اثر ان کے کلام کی خصوصیات میں سے ہے -

اس مخطوطہ کا آغاز جس غزل سے ہوتا ہے وہ نسخہ کلیات مطبوعہ لکھنؤ کے دیوان سوم کے آغاز میں ہے :-

” میرے مالک نے مرے حق میں تو احسان کیا

خاک ناچیز تھا میں سو مجھے انسان کیا ،،

اس مخطوطہ کے اوراق ۳۲ ، ۳۹ ، ۴۴ ، ۵۱ ، ۵۹ ، ۶۴ ، ۶۵ ، ۷۲ ، ۷۹ ، ۸۰ ، ۸۷ کے آگے خلا ہے - اور
شروع اور آخر کے صفحات پر تین مہریں بدیں نقوش مرقسم ہیں -

۱ - ناسخ ہر مہر شد چوں شد مزین بر کتاب
خاتم امجد علی شاہ زماں عالی جناب

۲ - خاتم امجد علی سلطان عالم بر کتاب
- - - - - - - (غیر واضح)

۳ - خوش است مہر کتب خانۂ سلیمان جاہ
بہر کتاب مزین چو نقش بسم اللہ

۱۲۴۴

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتاب شاہان اودھ کے کتب خانہ کی زینت رہ چکی ہے - تاریخ تحریر درج نہیں ہے - قیاس ہے کہ اوائل صدی سیز دہم ہجری کا مکتوبہ نسخہ ہے - واللہ اعلم بالصواب -

---

(۲۲)

مثنوی سحر البیان
یا
نظیر و بدر منیر

۸۵۱'۳۴ سحر

موضوع : ادب (مثنوی رومانی)

حجم : ۸۴ اوراق کرم خوردہ

تقطیع : $5\frac{1}{2} \times 7\frac{3}{4}$ = ۱۳ سطری نستعلیق معمولی ، مجدول ۲ خطی سرخ

مکتوبہ الٰہی بخش - بپاس خاطر عطر سنگھ ۱۲۳۰ھ

تالیف میر غلام حسن - حسن (المتوفی ۱۲۰۴ھ)*

ان کے آباو اجداد کا وطن اصلی ایران تھا - اواخر عہد شاہجہانی میں ان کے پردادا میر امامی ہندوستان آئے اور دہلی میں اقامت اختیار کی - باپ کا نام میر غلام حسین ضاحک (بن میر عزیز اللہ) تھا - میر حسن

*قاموس المشاہیر ج ۱ ص ۲۰۲

۱۱۴۰ھ میں دھلی محلہ سید واڑہ میں پیدا ہوئے - ابتدائی تعلیم اپنے باپ سے پائی - شاعری میں پہلے خواجہ میر درد (المتوفی ۱۱۹۹ھ) کی شاگردی اختیار کی پھر اپنے والد کے ساتھ فیض آباد آ گئے اور نواب سالار جنگ بہادر کی سرکار میں ملازمت اختیار کر لی - ۱۷۷۵ء میں لکھنؤ چلے گئے - نواب صفدر جنگ اور ان کے بیٹے نواب مرزا نوازش علی خان کے مقربین میں سے تھے - میر ضیاؤ الدین ضیا سے اصلاح سخن لیتے رہے - لیکن کلام پر مرزا رفیع سودا اور میر تقی میر کا رنگ غالب رہا - لکھنؤ میں وفات پائی اور محلہ مفتی گنج میں دفن ہوئے - مصحفی نے مادہ تاریخ وفات "شاعر شیریں بیان" نکالی ھے جس سے ۱۲۰۴ھ تاریخ وفات برآمد ہوتی ھے - ۸ ہزار اشعار کا ایک دیوان اردو ، تذکرہ شعرائے اردو میر حسن ، مثنوی گلزار ارم ، مثنوی رموز العارفین ، مثنوی خوان نعمت اور چند مثنویاں ان کے علاوہ بھی ان کی یادگار ھیں -

زیر تبصرہ مثنوی میر حسن کی آخری تصنیف ھے جو ۱۱۹۹ھ میں تالیف ہوئی* اور نواب آصف الدولہ کے نام پر معنون ہوئی - اردو ادب کی اس صنف میں یہ ایک گراں قدر تالیف تصور کی جاتی ھے - مختلف مطابع میں چھپ چکی ھے -

آغاز :

"کروں پہلے توحید یزدان رقم
جھکا جس کے سجدہ کوں اول قلم" ←

یہ مخطوطہ مؤلف کی وفات کے صرف ۲۶ سال بعد قلمی ھوا جس کی املا اس عہد کے اردو املا کی یادگار ھے - اور صحت کے قریب تر ھے - گو اوراق کرم خوردہ ھیں لیکن افادی حیثیت سے محروم نہیں ھیں -

---

*دیباچہ عبدالباری آسی بر مثنویات میر حسن مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۴۵ء

(۲۳)

دیوان بیختہ

یا

دیوان غزل در غزل

۸۵۱،۳۷ رنگین - بیخ

موضوع : ادب (دیوان)

حجم : ۱۷ اوراق

تقطیع : $8\frac{1''}{2} \times 12\frac{1''}{4}$ = ۱۷ سطری نستعلیق ، مجدول ، چار خطی

سرخ و کبود ، لوح صفحہ آغاز منقش و مطلا

مکتوبہ ۲۸ شہر جمادی الاول

تالیف سعادت یار خاں رنگین (المتوفی ۱۲۵۱ ھ) المذکور تحت ش ۲۴ آئندہ

مؤلف نے اول ۱۲۰۹ ھ میں اپنا دیوان ریختہ نظم کیا - پھر ۱۲۰۹ھ میں اس دوسرے دیوان موسومہ دیوان بیختہ کو قلمبند کرنا شروع کیا اور ۱۲۱۲ ھ میں اس کو مرتب کیا -

ہر زمین میں دو غزلیں ہیں - دوہری غزل کہنے کی قید اختیار کرنے کے باعث اس کو " دیوان دوم غزل در غزل " بھی کہتے ہیں - دیباچہ میں بتایا گیا ہے کہ اسی سال (۱۲۱۲ھ) میں انہوں نے میر نیاز صاحب کے پاس خاطر سے جو سفر کلکتہ میں ان کے ساتھ رہا کرتے تھے - ایک تیسرا دیوان ' ہزل ' موسومہ دیوان آمیختہ تیار کیا اور چند روز بعد چوتھا دیوان انگیختہ یا (دیوان ریختی) جو اشعار ریختی (عورتوں کی مخصوص زبان کے اشعار پر) مشتمل ہے - اور جس کو وہ اپنی ایجاد کہتے ہیں مرتب کیا - اور ان چاروں دیوانوں

کے مجموعہ کا نام چار عنصر ٹھہرایا۔ ۱۲۱۳ھ میں مثنوی "شہزادہ مہ جبین و رانی سری نگر نازنین" نظم ہوئی اور تب اسے خمسۂ رنگین کہا گیا۔ ۱۲۱۵ھ میں مثنوی ایجاد رنگین اور نسخۂ مجالس رنگین اور رنگین نامہ (بطور محمود نامہ) کہنے کا اتفاق ہوا اور اس مجموعہ کا خطاب ہشت بہشت رنگین ہوا پھر ۱۲۲۱ھ میں نسخۂ فرس نامہ (فراست نامہ) تصنیف ہوا تو اس تمام مجموعہ کا نام "نورتن رنگین" مشہور ہوا۔

بظاہر یہ مخطوطہ انڈیا آفس کے نسخہ سے جو ان کا خود قلم بتایا گیا ہے مختلف ہے۔ اور حجم میں زیادہ ہے۔ زیر نظر نسخہ کی ترتیب اس طرح پر ہے۔

۱۔ دیباچہ نثر۔

آغاز:

"حمد بقیاس خدا نعت بے بایان مصطفےٰ کو ہے"

۲۔ دو قصیدے (ایک ہی زمین میں) در مدح افتخار الملک احمد مہر خاں منصور جنگ۔

آغاز:

"داغ عشق عارضی کرتا ہے ہر دل کو سیاہ
دھو نہیں سکتا کلف کو چہرۂ روشن سے ماہ ہے"

۳۔ خط بطور مثنوی از لکھنؤ بہ شاہجہان آباد بنام بہتر از جان خدا یار خان ۱۲۶ شعر

آغاز:

"عزیز القدر میرے یار بھائی
سنانی ہے مجھے تیری جدائی ہے"

۴۔ مثنوی پسر تاجر اصفہانی کہ عباد اللہ مرزا نام داشت و دختر سوداگر بنارس کہ محبوب نام داشت ۱۴۳ شعر۔

آغاز :

" پسر تاجر کا تھا اک اصفہان میں
نہ تھا ثانی کوئی اس کا جہان میں ہے "

۵ - خط بطور مثنوی از لکھنؤ بہ شاہجہان آباد بنام شخصے و بیان حالت بیقراری دل وبستن تصور و سخن ہائے سودا ۴۴ شعر -

آغاز :

" اے مری جان مونس و غم خوار
اے مرے غمگسار و محرم راز ہے "

۶ - خط بطور مثنوی از لکھنؤ بہ شاہجہان آباد بنام شخصے و بیان کہانی نجار و خیاط و زر گر و زاہد حسب حال خود و ذکر تنہائی و بیکسی حالت بیقراریٔ دل و غم جدائی دوستان و تاسف صحبت ہائے گزشتہ کہ مسمئے بہ چہار باغ رنگین است ۱۶۸ شعر* -

آغاز :

" اے مری جان ! اے مرے جانی
محرم راز ہائے پنہانی ہے "

۷ - غزلیات : کہ ہر زمین کی دو دو غزلیں ہیں - غزل کے اشعار کی کل تعداد ۱۳۲۶ ہے -

آغاز :

" مالک ہے تو جہاں کا خالق ہے نام تیرا
ہے پرورش سبھوں کی دن رات کام تیرا ہے "

---

* واضح ہو کہ رنگین کی تصانیف میں چہار باغ رنگین کا ذکر کسی اور جگہ نظر سے نہیں گزرا - اسی طرح متذکرۂ صدر خطوط و مثنویات رنگین بھی کسی قلمی یا مطبوعہ نسخہ میں راقم الحروف کی نظر سے نہیں گزریں - مرتب

۸ ۔ رباعیات و مستزاد و قطعات و فردیات ۔

یہ مخطوطہ مخمس کے اس بند پر ختم ہوتا ہے ۔

" ← ہمارے اس دل دیوانہ کا ہے کچھ عجب آئیں
کہ اندیشہ اسے دنیا کا ہے مطلق نہ فکر دیں
پرے حد سے جو ان روزوں میں اب رہتا ہے یہ غمگیں
ہمیں بیکل رکھے ہے آپ بھی بیچین ہے رنگیں
کہیں اٹکا ہے دل معلوم ہوتا ہے یہ اٹکل سے "

اس مخطوطہ میں سال تحریر درج تھا ، مٹا دیا گیا ہے ۔ بظاہر مصنف کے عہد حیات کا مکتوبہ نسخہ معلوم ہوتا ہے اس کے بعض مندرجات نادر الوجود ہیں بدیں جہت یہ مخطوطہ نہایت قابل قدر ہے ۔

---

(۲۴)

فراست نامۂ رنگین

۸۵۱،۳۷ رنگین ۔ فرا

موضوع : بیطاری (پرورش اسپ)

حجم : ۷۲ صفحات

تقطیع : $7\frac{3}{4} \times 8\frac{3}{4}$ = ۱۴ سطری بخط نستعلیق شکستہ آمیز معمولی ۔ عنوانات بخط سرخ

تالیف سعادت یار خان رنگین (المتوفی ۱۲۵۱ھ) والد کا نام محکم الدولہ طہماس بیگ یا طماسپ بیگ خان (المتوفی ۱۲۱۷ھ) تھا جن کا اصل وطن

توران تھا ۔ نادر شاہ کی فوج کے ساتھ ہندوستان آئے جنھوں نے بڑی عزت و ثروت حاصل کی ۔

سعادت یار خان ۱۱۷۰ھ میں بمقام سرھند پیدا ہوئے ان کے بڑے بھائی کا نام صوفی اللہ یار بیگ تھا جن کا ذکر رنگین کی متعدد تصانیف میں موجود ھے ۔ ابتدائی علوم اور فنون سپہ گری و اسپ سواری کی تعلیم انھوں نے اپنے باپ سے حاصل کی ۔ دھلی میں پروان چڑھے اور ۱۵ سال تک وھیں رھے ۔ ۱۲۰۴ھ میں شہزادہ مرزا سلیمان شکوہ (المتوفی ۱۲۵۳ھ) کی سرکار میں مہتمم خزانہ مامور ہوئے ۔ ۹ سال تک لکھنؤ میں رھے ۔ کچھ عرصہ بعد بھرت پور آ کر کھانڈو جی سندھیا کی جانب سے ایک کروڑ روپیہ کی ملک کے مستاجر ہو گئے ۔ اس جاگیر سے جو آمدنی ہوتی سرکاری مطالبہ ادا کرنے کے بعد باقی ان کا ہوتا ۔ یہ زمانہ نہایت خوشحالی کا تھا ۔ چھ سال کے بعد کھانڈو راؤ کی ملازمت سے علیحدہ ہو کر ۳۰ سال تک آزادی کی زندگی بسر کی ۔ کچھ عرصہ گھوڑوں اور ھاتھیوں کی تجارت بھی کی ۔ پاکستان و ہند کے تقریباً تمام بڑے بڑے شہروں کی سیاحت کی اور بیشتر اوقات وزراء ، امراء ، تجار اور ارباب نشاط کی صحبت میں گزارے ۔ ایک خیال یہ ھے کہ انھوں نے حج بھی کیا ۔ مذھباً سنی حنفی المشرب تھے ۔

۱۵ سال کی عمر ھی سے انھیں شعر و سخن کا چسکا تھا ۔ شاعری میں شیخ ظہور الدین شاہ حاتم دھلوی (المتوفی ۱۲۰۰ھ) کے ارشد تلامذہ میں شمار کئے جاتے تھے ۔ اردو کے علاوہ فارسی ، عربی ، ترکی ، پنجابی ، گجراتی ، مرھٹی اور برج بھاشا وغیرہ پر بھی عبور تھا ۔ اور ان زبانوں میں نظم و نثر پر قدرت حاصل تھی ۔ جیسا کہ ان کے مجموعۂ تالیفات سے ظاھر ھے ۔ اصناف سخن میں سے کوئی صنف ایسی نہ تھی جس میں رنگین نے طبع آزمائی نہ کی ھو ان کا کہنا ھے کہ :

> ”اصناف سخن کی کل تعداد ۲۷ ھے اور ان میں سے ھر صنف کے مختلف طرز ھیں ۔ کوئی شاعر ایسا نہیں ھوا ھے جس نے ان تمام ۲۷ اصناف میں مختلف طرز اختیار

کئے ہوں - - - صرف میں نے ہی یہ کمال حاصل
کیا ہے ''۔*

بظاہر رنگین گونا گوں شخصیت کے حامل تھے۔ ان کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بیک وقت تصوف و حکمت کے رموز و اسرار سے بھی آگاہ ہیں اور رندی و بد اطواری کے رنگ ڈھنگ بھی خوب جانتے ہیں ۔ شاعری میں ایک جدید اسلوب سخن یعنی عورتوں کی ٹھیٹھ زبان میں عورتوں کے جذبات کی ترجمانی جسکو ''ریختی'' کہتے ہیں ان ہی کی فکر پروردہ ہے ۔

رنگین کی وفات ۸۶ سال کی عمر ۱۲۵۱ ھ مطابق ۱۸۳۵ ء میں ہوئی ۔ ان کی تالیفات نظم و نثر کا ایک گرانقدر مجموعہ ان کی یادگار ہے جن کی تعداد ۳۲ ہے ۔ پروفیسر ڈاکٹر صابر علی کا کہنا ہے کہ انہوں نے ان کی تمام تصانیف دریافت کر لی ہیں † ۔ تالیفات رنگین کی فہرست حسب ذیل ہے :-

دیوان ریختہ (پہلا دیوان) ، دیوان بیختہ ، دیوان آمیختہ (ہزلیات) ، دیوان انگیختہ (ریختی) ، مجموعۂ رنگین (متعدد زبانوں کا مجموعۂ کلام)، مجالس رنگین (فارسی نثر) ، امتحان رنگین ، اخبار رنگین ، ایجاد رنگین ، عجائب و غرائب رنگین ، شہر آشوب ، کہاوت ہائے رنگین ، حکایات رنگین ، چہار چمن رنگین ، نظم رنگین ، داستان رنگین ، جنگ نامۂ رنگین ، نصاب رنگین ، مثنوی فارسی بطرز مثنوی مولانائے روم تصنیف رنگین ، گلدستۂ رنگین ، سبحۂ رنگین ، رنگین نامہ ، ساقی نامۂ رنگین ، تجربۂ رنگین ، کلام رنگین ، قوت الایمان ، قصیدۂ قادریہ کا منظوم ترجمہ ، ترجمۂ قصیدۂ بانت سعاد ، سودا کا ایک قصیدہ باصلاح رنگین اور یہ کتاب ' فراست نامۂ رنگین ' ان کے علاوہ ایک مثنوی بنارس کی تعریف میں اور بعض شعراء کے اشعار پر تضمین ‡ بھی ان کی یادگار

---

* منقول از رسالہ موسومہ '' سعادت یار خان رنگین '' تالیف ڈاکٹر صابر علی خان استاد زبان اردو کوئن میری کالج لاہور ص ۲۲۹ ۔

† '' سعادت یار خان رنگین '' ۔

‡ منقول از مقدمۂ مجالس رنگین مرتبہ سید مسعود حسن رضوی مطبوعہ لکھنؤ ۔

ہیں (نیز ملاحظہ ہو ش ۲۳ سابقہ دیوان بیختہ) ۔ ان میں بیشتر کتابیں غیر مطبوعہ ہیں اور مصنف کی خود قلم انڈیا آفس لندن کے کتب خانہ میں موجود ہیں ۔ لالہ سری رام مؤلف خمخانۂ جاوید کے کتب خانہ میں بھی ان کے تمام کلام کا مکمل مجموعہ اور ان کے چاروں دواوین کے خوشخط اور مطلا نسخے موجود ہیں ۔*

رنگین کے خود نوشتہ قلمی نسخوں میں املا کی بکثرت فاش غلطیاں مشاہدہ میں آئی ہیں ۔ مثلاً تانیث کی بجائے تانیس ، زرافت بجائے ظرافت ۔ اطوار بجائے اتوار ۔ نستالیق بجائے نستعلیق ۔ یاقوب بجائے یعقوب وغیرہ ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رنگین نے علوم متداولہ کی باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی ۔ ان کا علم و فضل ذاتی فراست یا خداداد صلاحیت کا رہین منت تھا ۔

یہ کتاب ' فراست نامہ ' جس کو فرس نامہ یا اسپ نامہ بھی کہتے ہیں † ۔ پرورش اسپ کے متعلق علم بیطاری پر ایک نہایت ہی مفید منظوم مجموعہ ہے ۔

ایک ہزار اشعار پر مشتمل اس کتاب میں گھوڑے کے محاسن و معائب ، ان کی تربیت ، ان کے امراض کی تفصیل اور طریق علاج نہایت خوبی اور اختصار کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں ۔

یہ کتاب ۱۲۱۰ ھ میں نظم ہوئی ۔ اشعار کی تعداد ایک ہزار ہے ۔ جو ۲۰ دن میں کہے گئے ۔ مصنف کی عمر اس وقت چالیس سال سے کسی قدر متجاوز تھی ۔ کتاب کی مقبولیت اور افادیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۳۰۱ ھ میں یہ کتاب اکیسویں بار صرف ایک مطبع میں چھپی ۔ ‡

* خمخانۂ جاوید ج ۳ ص ۵۳۱ ۔

† ملاحظہ ہو دیباچہ دیوان غزل در غزل دیوان بیختہ (مخطوطہ) متذکرہ ش ۲۳ فہرست ہذا ۔

‡ ملاحظہ ہو عبارت خاتمہ فرس نامۂ رنگین ۔ مطبوعہ مطبع نولکشور لکھنؤ ۱۳۰۱ھ ۔

یہ مخطوطہ بظاہر مصنف کے عہد حیات یا اس سے قریب تر زمانہ کا قلمی نسخہ معلوم ہوتا ہے -

اس کے ابتدا میں ایک مقدمہ(نثر فارسی) درج ہے جو کسی اور نسخہ میں نظر سے نہیں گزرا مقدمہ کی عبارت کا آغاز بطور " براعۃ الاستہلال " اس طرح ہوتا ہے -

" توسن تیز رفتار قلم در میدان حمد دا ورے گرم
جولانگری است - "

اصل کتاب مثنوی کا آغاز :

" خدا کی حمد کب مجھ سے رقم ہو
رواں جب تک نہ شبدیز قلم ہو - "

اشعار مثنوی میں بھی جا بجا لفظی اختلافات ہیں - چنانچہ یہی پہلا شعر مطبوعہ نسخہ میں اس طرح درج ہے :

" خدا کی راہ کا وادی نہ کم ہو رواں تا حشر گر میرا قلم ہو "

زیر نظر مخطوطہ کے شعر میں مراعات لفظی زیادہ نمایاں ہے جو رنگین کی خصوصیات شعری میں سے تھا - لہذا قیاس ہے کہ یہ نسخہ زیادہ صحیح ہے - البتہ مقدمہ کی عبارت مغشوش معلوم ہوتی ہے - اس میں بتایا گیا ہے کہ رنگین نے سب سے پہلے نواب سعادت علی خاں کی فرمائش پر ۱۲۲۱ ھ میں جن مطالب کو نثر میں لکھا تھا بعد میں شیخ محمد بخش عرف میاں لبھو کے اصرار پر ۱۲۲۲ ھ * میں اس کو

* واضح ہو کہ رنگین نے اپنے دیوان غزل در غزل دیوان ریختہ کے دیباچہ میں فرس نامہ کے نظم کی تاریخ ۱۲۲۱ ھ بتائی ہے -

نظم میں بیان کر دیا لیکن یہ تحریر خاتمہ کتاب کے اشعار سے مطابقت نہیں رکھتی جہاں مذکور ہے کہ :

کیا ہے بیس دن میں کہہ کے مرقوم
رہے تعداد بھی تجھ کو یہ معلوم
اگر پوچھے کوئی ہجری تھی کے برس
تو کہہ تھی اک ہزار اور دو سو اور دس

تاریخ تالیف کے باب میں عبارت مقدمہ و اشعار خاتمہ کے درمیان دس بارہ سال کا جو تفاوت ظاہر ہوتا ہے اس کا سبب نہیں معلوم ہو سکا۔ اس کے کہ کاتب مقدمہ نے غلطی کی ہو یا خود مصنف سے سہو ہوا ہ واللہ اعلم بالصواب۔

---

(۲۵)

آرائش محفل
یا
قصۂ حاتم طائی

۲۲'۸۵۳ حاتم

موضوع : ادب نثر (پرانا قصہ)

حجم : ۶۹ اوراق

تقطیع : $\frac{1}{2}$" ۷ × $\frac{1}{2}$" ۱۳ = ۲۵ تا ۳۱ سطری نستعلیق رواں

مکتوبہ جیونمل پاتک قصبہ بنے والی کے - بپاس خاطر پورنچند (فرزند کاتب) تاریخ ۲ ماہ مگھر سمت ۱۹۲۳ ب

تالیف (ترجمه) سید حیدر بخش حیدری دهلوی یکے از انشا پردازان اوائل صدی سیز دهم هجری ۔

مؤلف کا تعلق فورٹ ولیم کالج کلکته سے تها ۔ یه کتاب فارسی زبان کے افسانه موسومه ”هفت سیر حاتم“ (متذکره ش ۳۲۲ فهرست مخطوطات فارسیه) کا اردو نثر میں ترجمه هے ۔ اصل کتاب کے مؤلف کا نام مترجم کو بهی معلوم نهیں هے ۔ یه ترجمه مؤلف نے جان گلکرسٹ کے حکم سے لارڈ ولزلی گورنر جنرل هند کے عهد حکومت میں کیا ۔ تاریخ تالیف ۱۲۱۶ھ م ۴۳ جلوس شاہ عالم بادشاہ هے ۔ یه کتاب مختلف مطابع میں متعدد بار چهپ چکی هے۔ نسخهٔ مطبوعهٔ لکهنؤ کے دیباچه میں مؤلف نے بتایا هے که انهوں نے اکثر اس کتاب میں اپنی طبیعت سے جهاں جهاں موقع مناسب پایا وهاں زیادتیاں کیں تا که قصه طولانی هو جائے اور سننے والوں که خوش آئے ۔

یه مخطوطه اس دیباچه سے خالی هے ۔ اس کا آغاز تحت عنوان :

”پهلا قصه حسن بانو برزخ سوداگر کی بیٹی کے خراسان شهر سے نکالے جانے کا ۔“

اس طرح هوتا هے ۔

”سنا هے که خراسان کے ملک میں ایک بادشاه تها که لاکهوں سوار پیادے اوسکی جلو میں همیشه حاضر رها کرتے تهے ۔“

هر چند که ایک معمولی مخطوطه هے ۔ لیکن اس کتاب کے قلمی نسخے بهت کم هیں ۔ بدیں جهت یه نسخه قابل حفظ و نگهداشت هے ۔

---

(۲۶)

فسانۂ عجائب

۸۵۳٬۲۵ فسا

موضوع : اردو افسانہ

حجم : ۲۴۸ صفحات

تقطیع : $\frac{1}{2}$ ۶ × ۴″ = ۱۴ سطور شعاعی - مجدول سہ خطی - کبود و سرخ

مکتوبہ حمایت علی ولد شیخ نجابت علی قوم کمبوہ ساکن قصبہ مارہرہ ضلع علیگڑھ بتاریخ ۱۴ شعبان روز (شب برات) وقت ظہر ۱۲۶۳ھ

تالیف مرزا رجب علی بیگ سرور لکھنوی پنجشبہ المتوفی ۱۲۸۴ھ

۱۲۰۲ھ م ۱۷۸۷ء میں بمقام لکھنؤ پیدا ہوئے والد کا نام مرزا اصغر علی بیگ تھا - عربی و فارسی کی اعلیٰ قابلیت رکھنے کے علاوہ خوشنویسی اور موسیقی میں بھی مہارت رکھتے تھے - شعر میں آغا نوازش حسین خاں نوازش عرف مرزا خاقانی کے شاگرد تھے - لکھنؤ کے آخری تاجدار نواب واجد علی شاہ (المتوفی ۱۳۰۵ھ م ۱۸۸۷ء) کے درباری شعراء اور وظیفہ خواروں میں سے تھے - زوال سلطنت اودھ کے بعد ۱۸۵۷ء کا ہنگامہ اُن پر ایک اور ابتلا کی طرح گزرا بیشتر قیام کانپور - دھلی - میرٹھ اور راجپوتانہ میں رہا - نواب سکندر جہاں بیگم والیۂ بھوپال اور مہاراجگان بنارس و الور و پٹیالہ کے دربار میں بھی رسائی ہوئی - لکھنؤ کے نثر نگاروں میں وہ پہلے مصنف ہیں جن کی تالیف کو قبولیت عام و خاص کا مرتبہ حاصل ہوا - فسانۂ عجائب کے علاوہ اُن کی تالیفات سرور سلطانی ترجمۂ شمشیر خوانی - شرر عشق - شگوفۂ محبت - گلزار سرور - شبستان سرور اور انشائے سرور اُن کی یادگار ہیں -

یہ کتاب (فسانۂ عجائب) تصنیفات سرور میں ایک شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے ۔ حکیم سید اسد علی کی فرمایش سے کانپور میں تالیف ہوئی ۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ نواب غازی الدین حیدر والئ لکھنؤ (المتوفی ۱۲۴۳ھ) نے ان کو لکھنؤ سے جلا وطن کر دیا تھا اور وہ کانپور میں مقیم تھے ۔

دیباچۂ کتاب سے ظاہر ہے کہ اس افسانہ کی بنیاد ان کے احباب کی ایک صحبت میں بمقام لکھنؤ ڈالی گئی لیکن تحریری شکل میں منضبط کرنے کا کام کانپور میں شروع ہوا ۔ مؤلف نے دیباچہ میں بتایا ہے کہ ۱۲۴۰ھ میں وہ کانپور آئے اور قطعۂ تاریخ اتمام سے* ظاہر ہے کہ اسی سنہ میں اس افسانہ کی تکمیل ہوئی ۔ پروفیسر حامد حسن قادری نے† مرزا محمد عسکری مؤلف تاریخ ادب اردو کے اس بیان کو غیر ذمہ دارانہ قرار دیا ہے کہ

''یہ کتاب غازی الدین حیدر کے زمانہ میں شروع ہوئی تھی اور نصیر الدین حیدر کے عہد میں تمام ہوئی''

اور سبب یہ بتایا ہے کہ ''نصیر الدین کا عہد حکومت اس (تاریخ اتمام) سے تین سال بعد ۱۲۴۳ھ میں شروع ہوتا ہے پھر اس کے لکھنے کے کیا معنے کہ نصیر الدین حیدر کے عہد میں تمام ہوئی''

راقم الحروف کے نزدیک خاتمۂ کتاب کی وہ عبارت جو اس مخطوطہ کے سوا کسی اور نسخہ میں موجود نہیں ہے اس اختلاف کو ایک حد تک ختم کر دیتی ہے کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے کہ ''برسوں یہ فسانہ کساد بازارئ زمانہ سے تہ رہا مشہور نہ ہوا'' اس کے بعد ۱۲۵۳ھ میں نصیر الدین حیدر کی وفات اور محمد علی بادشاہ کی تخت نشینی کا ذکر ہے ۔ پھر بتایا گیا ہے کہ منتظم الدولہ مہدی علی خاں ۔ منور الدولہ احمد علی خاں اور اشرف الدولہ یکے بعد دیگرے عہدۂ نیابت پر فائز ہوئے ۔

---

* صفحہ ۲۴۲

† داستان تاریخ اردو ص ۱۸۳

سرور نے شرف الدولہ کی تعریف کئی صفحوں میں کی ہے اور بالاخر لکھا ہے کہ ان ہی کے عہد میں اس کتاب کے چھپنے کی صلاح ہوئی - اس اعتبار سے کہا جا سکتا ہے کہ گو تکمیل افسانہ کا زمانہ ۱۲۴۰ھ ہی تھا لیکن یہ خاتمہ جو اس مخطوطہ کے سوا کسی اور نسخہ میں نہیں ہے اور مقدمۂ کتاب کا وہ حصہ جس میں لکھنؤ کا ذکر ہے اور جو لکھنؤ کے مطبوعہ نسخہ میں موجود ہے لیکن اس مخطوطہ میں نہیں ہے - بعد میں لکھا گیا اور بدیں جہت کہ خاتمۂ کتاب بھی کتاب کا جزو ہے کہا جا سکتا ہے کہ کتاب کی تکمیل نصیر الدین حیدر کے عہد میں نہیں بلکہ آن کے بعد ہوئی - واللہ اعلم بالصواب

کتاب کا مضمون عشق و محبت کے ایک فرضی افسانہ پر مشتمل ہے سبک عبارت انشاء پردازان لکھنؤ کے ابتدائی دور کی تمام خصوصیات محاسن لفظی و تناسب و مبالغہ وغیرہ کی حامل ہے -

آغاز :

''الحمد للہ الذی خلق من الماء بشراً فجعلہ، نسباً و صہراً و کان ربک قدیرا - سزاوار حمد و ثنا خالق ارض و سما ہے،،

خاتمہ :

''ہے لکھی نہ گئی چھپنے کی صلاح ٹھہری،،

یہ مخطوطہ مؤلف کے حین حیات میں قلمی ہوا اور عجب نہیں کہ خود آن کی نظر سے گزرا ہو -

فسانۂ عجائب کے متعدد نسخے شائع ہو چکے ہیں لیکن جہاں تک راقم الحروف کی نظر سے گزرے ہیں وہ سب مؤلف کتاب کے قطعۂ تاریخ تالیف پر ختم ہو جاتے ہیں - خاتمہ کی عبارت محولہ بالا کسی نسخہ میں نہیں دیکھی گئی - اس لحاظ سے یہ مخطوطہ نہایت قابل قدر نسخہ ہے - صحت اور مایقرأ ہونے کے اعتبار سے بھی ایک اچھا مخطوطہ ہے -

(۲۷)

احوال خاندان مخدوم پیر کرم حسین

۹۲۲ کرم

موضوع : تاریخ اولیاء

حجم : ۸ اوراق (۷ ورق خالی)

تقطیع : ۳/۴ ۱۰ × ۱/۲ ۷ = ۱۴ سطری بخط شکستہ خام

مکتوبہ ۱۸۶۴ء

تالیف مخدوم راجن بخش (کاتب مخطوطہ)

یہ کتاب ایک مختصر بیاض ہے جس میں مخدوم راجن بخش (مؤلف کتاب) کے خاندان حضرت امیرالمؤمنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ ، سے لیکر خود مؤلف کے زمانہ تک کا مختصر حال مندرج ہے - اخیر میں مخدوم زادگان کا شجرۂ نسب حضرت آدم سے لیکر اس وقت تک کا درج کیا گیا ہے -

پیشانیء صفحہ آغاز پر ایک عبارت مختلف القلم درج ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ یہ حالات تواریخ سے منتخب کر کے لکھے گئے ہیں - یہ تحریر ۱۲۹۰ ھ م ٦ نومبر ۱۸۷۳ء کی ہے - اور بقیاس غالب پیر کرم حسین فرزند مخدوم راجن بخش کی قلمی ہے - پیر کرم حسین خانقاہ مخدوم پیر ر نورنگ جہانیاں کے سجادہ نشین ہیں جن کا مزار ملتان میں ہے -

یہ مخطوطہ خاندان مخدوم زادگان ملتان کے افراد کے لئے ایک اہم دستاویز ہے اور فی الجملہ قابل حفظ و نگہداشت نسخہ ہے -

---

(۲۸)

گلشن راجپوت پنوار

۰۵ '۹۵۴ نور

موضوع : تاریخ (راجپوتان)

حجم : ۷۷ اوراق

تقطیع : $6\frac{1}{2}'' \times 8''$ = ۱۶ سطری شکستہ و رواں معمولی

مکتوبہ نور محمد (مؤلف کتاب) تاریخ ۱۵ فروری ۱۹۴۹ء

تالیف مولوی نور محمد صاحب پنوار - پورا نام ابو اسلم نور عالم نور محمد ولد میاں اسمٰعیل ذات راندو راجپوت پنوار مہاجر چک ناگپال تحصیل پاک پٹن ضلع منٹگمری - ڈاکخانہ پکہ سدھار -

مؤلف ۱۹۴۷ء کے دوران انقلاب میں ہندوستان سے پاکستان منتقل ہو گئے - اصل وطن لاہو والہ اوتاڑ تحصیل مکسر ضلع فیروز پور تھا - جہاں پر وہ سردار فرزند علی رئیس لاہو والہ تہاڑ اوتاڑ کے منیجر و مختار تھے -

دیباچہ میں بتایا گیا ھے کہ مؤلف نے ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۳ء تک تاریخ گلشن راجپوت کی دو جلدیں تالیف کیں - یہ کتاب ان دونوں جلدوں میں سے چھان بین کر کے اصل تاریخ پر مشتمل تالیف کیگئی ھے - ان کا دعویٰ ھے کہ راجپوتوں کی تاریخ میں جو غلطیاں تھیں انھوں نے وہ سب دور کر دی ھیں -

مطالب کتاب ہندی راجاؤں کی مختصر تاریخ اور پنوار گوت کی کسی قدر مفصل تاریخ پر مشتمل ایک ہزار معلومات کا مجموعہ ھے - بظاہر مؤلف نے معلومات کے فراہم کرنے میں کافی محنت اور جانفشانی اور صرف اوقات سے کام لیا ھے -

ہر چند کہ انشاء کے اعتبار سے بلند پایہ نہیں اور مسودہ میں جو مؤلف کا خود قلم ہے املا کی غلطیاں اور انشاء کے نقائص موجود ہیں۔ معہذا بدیں جہت کہ راجپوتوں بالخصوص پنوار کے باب میں مفید معلومات یکجا کی گئی ہیں ۔ یہ مخطوطہ دلچسپی رکھنے والے اصحاب کے لئے ایک مفید دستاویز ہے ۔

سرورق پر مؤلف کی ایک کارڈ سائز عکسی تصویر چسپاں ہے ۔

---

(۲۹)

سیر پنجاب حصہ دوم
یا
تواریخ اضلاع ایں روئے ستلج

۹۵۴'۸۴ تلس

موضوع : تاریخ (علاقۂ پنجاب)

حجم : ۱۶۸ صفحات

تقطیع : "۸×"۱۳ = ۱۳ تا ۱۹ سطری بخط شکستہ معمولی

مکتوبہ (؟) کولی والہ

تالیف تلسی رام (یکے از مورخین اواسط صدی نوز دہم عیسوی)

دیباچۂ کتاب سے ظاہر ہے کہ مؤلف قصبہ سلطان پور ضلع سہارنپور کے رہنے والے تھے ۔ ابتداً سرکار انگریزی کی مختلف ملازمتوں پر مامور رہے ۔ ۱۸۴۷ء میں مسٹر ولیم بہادر مہتمم بندوبست اضلاع ایں روئے ستلج کے سر رشتہ دار ہوئے ۔ ۱۸۵۰ء میں ڈپٹی کلکٹر ضلع تھانیسر کے

سپرنٹنڈنٹ تھے کہ مسٹر ولیم وینارڈ مہتمم بندوبست نے اس کتاب کی تالیف کا ایما فرمایا ۔

یہ کتاب مشرقی پنجاب (ھند) کے علاقہ دوآبہ کے مختصر تاریخی حالات پر مشتمل ھے ۔

مضامین کی ترتیب حسب ذیل ۵ ابواب پر کی گئی ھے ۔

باب اول ۔ در زبان گفتگوئے پنجابی و پرستشگا عوام و اقسام معانی و دیگر حالات ۔

باب دوم ۔ بیان پرگنہ جات عہد بادشاہی و آمد و طریقہ و تسلط سکھان ۔

باب سوم ۔ در تسلط عمل انگریزی و دست اندازی سرکار بضبطی علاقہ جات و برخاستگی، حکومت فوجداری سکھان باستثنائے نوکر و قواعد تحقیقات جاگیرداران و راجگان پٹیالہ وغیرہ ۔

باب چہارم ۔ ھر یک ضلع کی کیفیت و تصریح سمت ھائے ۔

باب پنجم ۔ تحصیلداری وغیرہ و آبادی کلاں معہ نقشہ اضلاع ایں روئے ستلج ۔

کتاب میں اضلاع ایں روئے ستلج کے چند نقشے بھی شامل ھیں ۔

آغاز بعد بسملہ :

"حمد بیحد و ثنائے لا تعداد اوس مالک الملک دائمی
کو سزاوار ھے کہ جس نے اپنی حکمت کاملہ سے سطح
آب پر فرش خاک کا بچھایا ــــ"

فی جملہ ایک پر از معلومات تاریخی مجموعہ ھے ۔

کتاب سے پہلے دو اوراق پر فہرست مضامین کی تفصیل بقیہ صفحات مندرج ھے ۔

مؤلف نے بتایا ھے کہ یہ کتاب جزواً گورنر جنرل لارڈ دھلوسی (ڈلھوزی) کو پیش کی گئی تھی جسکو انھوں نے پسند فرمایا اور تکمیل کی ھدایت کی۔ اور بالاخر ۱۸۵۶ء میں سر جان لارنس چیف کمشنر پنجاب کے عہد حکومت میں تکمیل کو پہنچی۔

یہ کتاب ۱۸۷۲ء میں پٹیالہ کے مطبع نولکشور میں حصہ اول متذکرہ (ب) آئندہ کے ساتھ چھپ چکی ھے۔

اخیر میں چند مزید اوراق شامل ھیں جن میں سکھوں کے گوؤں کے نام و نسب اور ان کے کارناموں کا کسی قدر تفصیل سے ذکر ھے۔ لیکن بظاھر یہ حصہ نا تمام رہ گیا۔

تاریخ تحریر درج نہیں ھے قیاس ھے کہ ۱۸۵۷ء کے معاً بعد کا مخطوطہ ھے۔ واللہ اعلم بالصواب

---

(۳۰)

سیر پنجاب (حصہ اول ناقص)

۸۳، ۹۵۴ کا

موضوع : تاریخ پنجاب سابقہ (پاک)

حجم : ۲۰ صفحات (۱ و ۴ – ۷ خالی)

تقطیع و تحریر مطابق (الف)

تالیف کالی رائے (عہد حیات اواسط صدی نوز دھم عیسوی)

مؤلف قصبۂ سلطان پور ضلع سہارنپور کے رھنے والے۔ قوم اگروال سے تھے اور لالہ تلسی رام مؤلف حصہ دوم (متذکرہ الف) کے بڑے بھائی تھے۔ ضلع انبالہ میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے عہدہ پر مامور تھے۔

دیباچۂ کتاب میں انہوں نے تواریخ اضلاع ایں روئے ستلج کے مؤلف کو ''بھائی تلسی رام'' سے یاد کیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ کتاب سیر پنجاب (حصہ اول) ملک پنجاب خاص یعنی مابین ستلج و دریائے سندھ و نیز سندھ پار - اضلاع پیشاور و دیرہ جات کی بابت ہے جو ان کی اپنی تالیف ہے اور اس کا دوسرا حصہ بابت اضلاع ایں روئے ستلج یعنی مابین جمنا و ستلج کی بابت ہے جو تلسی رام صاحب کا مرتبہ ہے - اس سے مترشح ہوتا ہے کہ کتاب تواریخ اضلاع ایں روئے ستلج متذکرہ (الف) سابقہ سیر پنجاب کا حصہ اول ہے - اور اس سے کسی قدر پہلے کی تالیف ہے -

آغاز تمہید :

''شکر پروردگار ہے کہ یہ نسخہ سیر پنجاب کہ کاشف جملہ حالات پنجاب ہے انجام کو پہنچا ہے''

مؤلف نے امید ظاہر کی ہے کہ یہ دونوں حصے جن کے طبع کی منظوری مسٹر ارنلڈ ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن پنجاب اور مسٹر میکلوڈ صاحب فنانشل سیکرٹری نے دیدی ہے جلد طبع ہو کر شائع ہو جائیں گے -

قیاس یہ ہے کہ در اصل یہ دونوں حصے دو مستقل کتابیں تھیں لیکن بعد میں ترتیب دے کر دونوں کو ایک کتاب کے دو حصے قرار دے دیا گیا -

دونوں حصے یکجائی طور پر سیر پنجاب کے نام سے ۱۸۷۲ء میں پٹیالہ کے مطبع نولکشور نے شائع کئے - مطبوعہ نسخہ تمہید کی عبارت سے خالی ہے -

زیر نظر مخطوطہ کا دیباچہ جو تمہید کے بعد ہے اس طرح شروع ہوتا ہے

'' اول سجدۂ شکر بجا لاتا ہوں اس خالق کو جس نے تمام عالم کو عدم سے موجود کیا ہے''

لیکن مطبوعہ نسخہ میں دیباچہ کی یہ عبارت زیادہ ادبی اور مصنوع کر دی گئی ہے -

مطبوعہ نسخہ اس طرح شروع ہوتا ہے :

"اول توحید طراز ہوں اس صانع برحق کا کہ جس نے قلم قدرت سے صفحۂ غبرا رنگا رنگ گل و ریحان و سبزہ و گلستان سے سر سبز و شاداب بنایا ہے"

اصل کتاب مطبوعہ صفحات کے ۳۶۶ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے لیکن یہ مخطوطہ ناقص ہے اور صرف چند ابتدائی اورق پر مشتمل ہے جس کی خاص افادی حیثیت باقی نہیں رہی -

---

(۳۱)

دستور العمل ملک محفوظہ

۹۵ ہم ۹۵ سرو

موضوع : تاریخ ہند (ریاستہائے پنجاب)

حجم : ۲۸۷ صفحات

تقطیع : ۰ × ۷ ۰ ۱۰ = ۱۴ تا ۱۷ سطری نستعلیق رواں و معمولی - و شکستہ آمیز

مکتوبہ میر محمد المعی ابن میر سیف الدین سیف لودھانوی تاریخ ۱۵ ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ م ۲۹ ماہ اکتوبر ۱۸۸۲ء وقت عصر روز یکشنبہ برائے سردار عطر سنگھ صاحب رئیس قصبہ بھدوڑ

تالیف سروپ لعل متخلص بہ گوبند سرن (المتوفی اواخر صدی نوز دھم عیسوی)

دیباچہ سے ظاہر ہے کہ مؤلف کا وطن قصبہ عاظم آباد تلا دری ہے اور اقامت انبالہ میں اختیار کی - جنوری ۱۸۳۳ء سے مئی ۱۸۶۴ء تک یعنی ۳۱ سال سردار صاحبان سکھ پورمان انیس بیلہ و نیوبی اور دوسرے رؤسائے ملک محفوظہ کی ریاست میں عہدۂ وکالت و اہلکاری پر مامور رہے اور محکمہ جات ایجنٹی و کمشنری انبالہ میں بھی ملازمت کی - ۱۸۶۴ء میں رئیس منولی کی شادی میں تخمینہ سے زیادہ اخراجات ہو جانے کی پاداش میں ان کو سربراہیٔ ریاست سے بر طرف کر دیا گیا لیکن پھر آن کے فرزند جواہر لعل کی خدمات کے صلہ میں ان کو ریاست منولی کی مختار کاری اور ریاست شہزاد پور کی سربراہی کی خدمت سپرد ہوئی - مؤلف نے یہ کتاب اپنے دوران معطلی میں تالیف کی ہے -

اس کتاب میں دریائے جمنا و ستلج کے درمیان جو ریاستیں واقعہ ہیں آن کے رؤساء کے خاندان اور ریاستوں کی نہایت مفید اور مختصر تاریخ بیان کی گئی ہے - رؤسا کے شجرۂ نسب اور قیام ریاست اور ان کی حدود و محاصل اور سکھوں کے ابتدائی دور کے تمام ضروری واقعات مندرج ہیں -

مؤلف نے مطالب کتاب کو دو حصوں میں جو بالترتیب گیارہ اور دس ابواب پر مشتمل ہیں مرتب کیا ہے - اور مندرجات کی ایک مختصر فہرست دیباچہ میں بتا دی گئی ہے مطبوعہ نسخہ موجود نہیں ہے

آغاز :

''برضمیر منیر روشن دلان صبح نفس مخفی و محتجب نہ رہے کہ من ہیچ مدان بندہ ہے''

تاریخ ریاستہائے پنجاب کا ایک مفید مجموعہ ہے - ماہ جولائی ۱۸۶۵ء میں بمقام شہزاد پور اس کے مسودہ کی صفائی شروع ہوئی -

کتاب کے اخیر میں حاکمان لودیانہ کی ایک فہرست از روئے جنتری رادھا کشن صاحب شامل ہے -

یہ مخطوطہ تالیف کتاب سے صرف سترہ سال کے اندر اور بقیاس غالب خود مؤلف کے حین حیات میں رئیس قصبہ بدھوڑ سردار عطر سنگھ کی فرمائش پر قلمی ہوا - بدیں جہت کہ مطالب کتاب دستاویزی حیثیت کے حامل ہیں یہ ایک قابل قدر نسخہ ہے -

(۳۲)

دستور العمل ملک محفوظہ

(ملاحظہ ہو ش ۳۲ سابقہ)

۹۵ ‘۹۵۴ سرو (کاپی ۲)

حجم : ۴۳۴ صفحات (بشمول اوراق سادہ جو درمیان میں جا بجا لگے ہوئے ہیں)

تقطیع : ٦ ۳″/۴ × ۱۳″ = ۱۹/۲۰ سطری بخط شکستہ معمولی

یہ مخطوطہ سابقہ نسخہ کے مطابق ہے ۔ اخیر میں حاکمان لودیانہ کی فہرست موجود نہیں ہے ۔ کتاب سے پہلے ایک ورق پو مضامین کی فہرست مع قید صفحات درج ہے ۔

تاریخ تحریر مذکور نہیں ہے ۔ قیاس ہے کہ یہ نسخہ بھی اواخر صدی سیز دھم ھجری کا مکتوبہ ہے ۔ واللہ اعلم بالصواب

---

(۳۳)

سیمائے ظفر
یا
تاریخ کامل

۹۵۳ ‘۹۵۴ سپھد

موضوع : تاریخ ہند (ریاست جیند)

حجم : ۳۲ اوراق

تقطیع : ۷ ۳″/۴ × ۱۲ ۱″/۲ = ۱۰ تا ۱۲ سطری نستعلیق خام

مکتوبہ عبدالحق مدرس فارسی گورنمنٹ ھائی سکول لودیہ - ۱۳ نومبر ۱۸۸۵ء - بفرمائش سردار عطر سنگھ رئیس بھدوڑ

تالیف سپھدار خان ابن بیرم خان ابن معظم خان (المتوفی اوائل صدی چہار دھم ھجری)

مؤلف قصبہ کلیانہ ضلع دادری ریاست جیند (ھند) کے رھنے والے تھے - ان کا کہنا ھے کہ قصبہ کلیانہ کو ان ھی کے مورث اعلیٰ خواجہ محمد خان نے عہد تغلق شاہ میں آباد کیا تھا -

یہ کتاب دراصل ایک مقدمہ کی رو داد ھے جو مہاراجہ رگھبیر سنگھ کے زمانہ میں مؤلف نے چوک میں ایک تعمیر دیوار کے خلاف دائر کیا اور حکام کی مخالفتوں کے باوجود محض مہاراجہ کی ،عدلت گستری کی بنا پر ان کے حق میں فیصلہ ھوا - ضمناً والیء ریاست جیند کا نسب نامہ اور کچھ تاریخی حالات نثر و نظم میں بیان کئے گئے ھیں - اس کتاب کے نام ''سیمائے ظفر'' سے رجوعۂ مقدمہ کی تاریخ ۱۳۰۱ ھ نکلتی ھے اور دوسرے نام ''تاریخ کامل'' سے مقدمہ کے فیصلہ کی تاریخ ۱۳۰۲ ھ برآمد ھوتی ھے -

یہ مخطوطہ عہد غلامی کی یادگاروں میں سے ایک یادگار ھے -

(مخطوطات پنجابی)

(۱)

پوتھی جنم ساکھی کلاں گورو نانک دیوجی مہاراج

۶۱، ۲۹۴ پیڑ

موضوع : سوانح گورو نانک

حجم : ۳۲۰ اوراق

تقطیع : ″۸ × ″۱۳ = ۲۲ سطری نستعلیق رواں معمولی ۔ مجدول یک خطی

مکتوبہ گوردت سنگھ چڈہ ۔ تاریخ ۱۹ ساون سمت ۱۹۹۰ ب مطابق ۳ اگست ۱۹۳۴ء مقام آدھو وال

تالیف بھائی پیڑا موکھا

مؤلف کے باب میں اتنا معلوم ہے کہ وہ اوائل صدی پانز دھم عیسوی کے ذی علم لوگوں میں سے تھے -

یہ کتاب سکھ مذہب کے بانی اور سکھوں کے سب سے پہلے رہنما (گورو) نانک دیو صاحب کی مفصل سوانح حیات پر مشتمل ہے جو گورو موصوف کے جانشین گورو انگد دیو جی کے زمانہ میں ان ھی کے اشارہ سے مرتب ہوئی - ان مطالب کا ماخذ وہ زیچ (جنم پتری) ہے جسکو گورو نانک صاحب کے والد کالو بیدی سنگھ تلونڈی نے اپنے خاندانی پروہت ھردیال برھمن سے تیار کرائی تھی - یہ جنم پتری کالو کی وفات کے بعد ان کے بھائی لالو کے گھر سے بہ تلاش بسیار دستیاب ہوئی - گورو انگد دیو جی کے سکھ (مرید صادق) بھائی بالا اس کو موجودہ گورو کے پاس لائے -

اصل واقعات سنسکرت یا ھندی زبان میں مکتوب تھے - گورو موصوف کے حکم سے بھائی پیڑا موکھا نے اس کا تمام مضمون گورمکھی (موجودہ پنجابی) زبان میں املا کرایا - اصل کتاب گورمکھی رسم الخط میں ہے جس کو گوردت سنگھ چڈہ نے اردو رسم الخط میں نقل کیا -

کاتب نے آخر کتاب میں بتایا ہے کہ پوتھی جنم ساکھی کا اردو حروف میں یہ ترجمہ دوسری دفعہ درست کر کے کیا گیا ہے اور پہلی پوتھی جے سنگھ کھنہ کو دیدی گئی ہے -

آغاز کتاب بعد ست نام کرتا پور کھ* الخ :

" سری واھگورو جی سہائے سمت ۱۵۶۷ متی بساکھ دی پنچھمی نوں پیڑے موکھے کھتری سلطان پور رنھڑے والے نے اہ پوتھی لکھی ہے "

---

* یہ الفاظ سکھوں کی مذھبی تالیفات میں بطور ' بسم اللہ ' کے آغاز میں درج کئے جاتے ھیں -

تاریخ تحریر جو اس عبارت سے ظاہر ہوتی ہے بظاہر صحیح نہیں ہے کیونکہ ورق (۳ الف) پر گورو نانک دیو جی کی پیدائش کا سال سمت ۱۵۲۶ ب بتایا گیا ہے ۔ اس لحاظ سے کتاب کی ترتیب گورو موصوف کی پیدائش کے صرف ۱۴ سال بعد معلوم ہوتی ہے ۔ حالانکہ ان کی عمر ۷۰ سال کی تھی اور دیباچہ میں یہ امر بصراحت مذکور ہے کہ اس کتاب کو ان کی وفات کے بعد گورو انگد دیو جی (دوسرے گورو) کے زمانے میں قلمبند کرایا گیا ۔

پوتھی جنم ساکھی پنجابی رسم الخط میں چھپ چکی ہے اور بالعموم دستیاب ہوتی ہے لیکن اردو رسم الخط میں نایاب ہے ۔ بدیں جہت یہ نسخہ ایک قابل قدر مخطوطہ ہے ۔

---

(۲)

مجموعہ انواع شریف

۲۹۷ رانجھ

موضوع : اسلامیات و مسائل فقہ

حجم مجموعی : ۳۲۹ اوراق

تقطیع : $6\frac{3}{4}'' \times 11\frac{1}{4}''$ = ۱۸ سطری شکستہ آمیز معمولی

مکتوبہ رحیم بخش ولد میاں محمد بخش بن محکم الدین ساکن سیدانوالی تاریخ ۱۲۷۷ ھ*

یہ مجلد چند مختصر فقہی رسالوں کا متحد القلم مجموعہ ہے جس میں بیشتر ضروری مسائل فقہ کو کتب معتبرہ سے اخذ کر کے پنجابی نظم اور اردو رسم الخط میں بیان کیا گیا ہے ۔

---

*ورق $\frac{۱۵۸}{\text{الف}}$ و $\frac{۲۳۶}{\text{الف}}$ و $\frac{۳۱۶}{\text{ب}}$

ناظم کا نام رانجھا حافظ برخوردار ہے جو اواخر صدی یازدھم ھجری کے علماء میں سے تھے - ان کے استاد عبدالکریم* ان کے پڑوس ھی میں رھتے تھے جن سے انھوں نے فیض علم حاصل کیا - مضاف صوبۂ لاھور میں کسی گاؤں کے رھنے والے تھے -

زبان قدیم پنجابی ہے لیکن اردو قدیم رسم الخط اور شکستہ تحریر ھونے کے باعث پڑھنے میں دشواری ھوتی ہے -

یہ مجموعہ بظاھر چند حصوں میں منقسم ہے پہلے حصہ کا نام ''انواع شریف'' ہے جس کے ٦ دفتر ھیں - ھر دفتر ایک مستقل رسالہ ہے اور جداگانہ نام سے موسوم ہے تمام حصوں کی تفصیل ذیل میں درج ہے -

(ورق ١ — ١٣)

(الف) انوار سراجی

اشعار خاتمہ سے ظاھر ھوتا ہے کہ مؤلف نے فرائض (تقسیم وراثت) کے مسائل کو تصنیف نور الدین سے اخذ کر کے پنجابی نظم میں بیان کیا ہے - قیاس یہ ہے کہ نور الدین کی تصنیف کا نام انوار سراجی ہے جس کو مؤلف نے ترجمہ میں قائم رکھا -

آغاز :

''حمد و ثناء خدا نُوں حضرت نوں صلوات
حافظ اکھہ یقین سوں قیامت لین نجات ۔ ''

---

* ورق ١١/ب

کتاب کی تکمیل ۱۰۸۱ ھ کے ماہ شوال میں ہوئی -

پنجابی زبان جاننے والوں کے لئے ایک مفید رسالہ ہے -

ورق اخیر پر بعض مسائل نماز پنجابی نظم میں اور بعض اخلاقی باتیں فارسی نثر میں بیان کی گئی ہیں -

---

(اوراق ۱۴ — ۱۴—۴۵ : ۱۴ و ۱۵/ب و ٦ و ۱۷/الف خالی)

(ب) شرف النکاح

موضوع : فضائل و احکام نکاح

مطالب کتاب نکاح کے فضائل اور اس کے متعلقہ احکام محرمات و طلاق و عدت وغیرہ کے مسائل پر مشتمل ہیں -

آغاز :

" اللہ صاحب حمد ثناء ناهیں جس زوال
سبهه پیدائش فانی هوسی رهنسی جل جلال ـ "

(اوراق ۴۵/ب — ٦۵)

(ج) میزان الشریعت

موضوع : اخلاق

مطالب کتاب اسلامی اخلاق و آداب معاشرت لباس و طعام و پاس حرمت والدین وغیرہ پر مشتمل ہیں -

آغاز :

" اللہ جل جلال لائق حق ثناء
جس نے اپنا ناؤ غفار کیتا آن عطاء ے "

(٦٦ — ٨٣)

(د) تنبیه المفسدین

موضوع : کبائر و تعزیرات (فقه)

مطالب کتاب بڑے بڑے گناهوں پر عذاب اور شرعی حدود و تعزیرات کی تفصیل پر مشتمل هیں۔

آغاز :

" اللہ تائیں حمدوں اول لکھ کروڑ ثناء
دائم اوس وجود هی رهندا کل فنا ے "

(٨٤ — ١٢٩)

(ه) شمس العلوم

موضوع : فقه رمالی و بدنی عبادات)

مطالب کتاب مسائل طهارت نماز ، حج ، صوم ، زکواة و متفرقات پر مشتمل هیں۔

آغاز :

" اللہ تائیں لکھ کروڑاں لائق حمد ثناء
جس نے آدم پیدا کیتا کیتے راز عطا ے "

(۱۳۵ — ۱۳۰)

(و) نجات المسلمین

موضوع : حیثیت اعمال (اصول فقه)

مطالب کتاب اعمال دینیه کی حیثیت (فرض ، واجب ، سنت ، مستحب وغیرہ) کی تعریف اور ارکان صلواۃ کے بیان پر مشتمل ھیں ۔

آغاز :

” اول حمد خدا ئنوں پچھوں کہاں درود
پاک محمد آل تے من اصحاب درود ے “

اس رسالہ کے خاتمہ کے بعد مزید $\frac{1}{2}$۳ صفحات پر اوقات نماز کے مسائل درج ھیں ۔

اس حصہ کے خاتمہ کے بعد ایک اور حصہ ھے ۔

(۱۵۸ — ۱۳۶)

مفتاح الفقہ

اس حصہ میں متفرق مسائل دینی کا بیان ھے ۔ مثلاً کعبہ ، مسجد ، دعاے قنوت ، مسائل نابینا ، موجبات غسل ، ستر اور مسائل عنیین وغیرہ ۔ اور اخیر میں انبیا علیہ السلام کی نام بنام عمر بتائی گئی ھے ۔

آغاز :

” اللہ تائیں حمد ثنا کہندے لکھ کروڑ
جو مخلوق کیتا اوس پیدا ھر ھر لائی زور ے “

خاتمہ پر درج ھے ” تمت تمام شد کتاب انواع شش دفتر“ ۔ اس سے ظاھر ھوتا ھے کہ اس حصہ کو علحدہ مستقل دفتر نہیں سمجھا گیا ۔

(۱۵۹ — ۲۰۳)

(ز) نہر العلوم

موضوع : نماز

یہ رسالہ بظاہر عورتوں کے متعلق مسائل دینی کے لئے مخصوص ہے۔ اس میں پردہ اور ایمان کا بیان ہے اور بیشتر شرائط نماز طہارت و غسل وغیرہ کا ذکر ہے۔

آغاز :

" اللہ تائیں حمد ہمیشہ اول ہر ہر کم
برکت ہووے حمد نال استھیں ہووے تم ے "

(۲۰۴ — ۲۳۶)

(ح) مفتاح المصلی

موضوع : نماز

یہ رسالہ بھی مسائل صلواۃ پر مشتمل ہے۔

آغاز :

" اللہ تائیں حمد ہے ہر پل ہر ساعات
حامد اوس دے حمد دی ساری مخلوقات ے "

اخیر میں کاتب رحیم بخش ولد محمد بخش راجو کے اشعار پنجابی زبان اور اسی سبک انشاء میں درج ھیں جس میں تاریخ تحریر ۱۲۱۷ھ (ماہ رجب) بتائی گئی ہے -

---

(۳۱۹ - ۲۳۶)

(ط) انواع بحر العلوم

موضوع : نماز

یہ رسالہ بھی شرائط صلوات ، قربانی و صدقہ اور اس کے اجر کے بیان پر مشتمل ہے -

آغاز :

"اللہ واحد خالق رازق دائم قائم آء
سبھنی کروریں خلقت پاہی بے پروا خداء ہے"

اس رسالہ کے اخیر میں دو مختصر منظوم رسالے ھیں - پہلا منظومہ سورت فاتحہ کی خصوصیات پر مشتمل ہے اور دوسرے رسالہ میں شریعت کا ایک مشکل مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک عورت کا بیس مردوں کے پاس رھنا کسطرح ممکن ہے ؟

(۳۲۹ - ۳۲۰)

(ی) شرح خلاصہ

موضوع : فقہ

بظاهر خلاصہ کیدانی کے مسائل کو نظم پنجابی میں بیان کیا گیا ہے۔

آغاز :

" اول حمد ثناء خدا جیہوں اکھن دلتی لامے "

یہ رسالہ بظاہر ناقص الآخر ہے۔

یہ تمام رسائل بحیثیت مجموعی پنجابی جاننے والے اصحاب کے لئے مفید ہیں۔

---

(۳)

نا معلوم الاسم

۸۰'۲۹۷ عا

موضوع : اسلامیات

حجم : ۲۳ اوراق

تقطیع : "$۵\frac{۱}{۲} \times ۸\frac{۱}{۳}$" = ۱۱ سطری نسخ۔ عنوانات بخط سرخ

تالیف عاصی (بقیاس غالب)

مؤلف کا یہ تخلص کتاب کے آخری بیت میں آیا ہے۔ ان کے باب میں مزید تفصیل معلوم نہیں ہو سکی۔

اس مختصر رسالہ میں پہلے اسلام کے بنیادی عقائد اس کے بعد مسائل طہارت وصلواۃ اور اخیر میں چند اخلاقی مسائل کا ذکر ہے۔ تمام کتاب پنجابی نظم میں ہے۔

آغاز :

"ثبه ثنائی خدائے نوا جیہدا کل جہان
بہت درود رسولنوں لبھتھا جیں فرقان ہے"

دینی معلومات پر مشتمل لڑکوں کے پڑھنے کے قابل ایک مفید رسالہ ہے -

مطبوعہ نسخہ معلوم نہیں ہے -

تاریخ تحریر درج نہیں ہے قیاساً اوائل صدی سیزدھم ھجری کا مکتوبہ ہے واللہ اعلم بالصواب

---

(۴)

نص فرائض (منظوم)

۳۳۱، ۲۹۷ عبد

موضوع : فقہ

حجم : ۷۰ اوراق

تقطیع : $5\frac{1}{2}'' \times 9'' = 15$ سطری بخط نسخ مجدول چار خطی کبود و سرخ

تالیف (نظم) مولوی عبداللہ - یکے از شعرائے پنجابی زبان اواسط صدی یازدھم ھجری -

مولف کے حالات معلوم نہیں -

یہ کتاب فقہی مسائل ضروریہ پر مشتمل ایک مفید رسالہ ہے - جس میں ضروریات دین اور مسائل فقہیہ حنفیہ کو پنجابی نظم میں بیان کیا گیا ہے - رسم الخط اردو ہے حواشی پر بعض مسائل کی تشریح اور ماخذ

بزبان فارسی بخط نستعلیق مندرج ہیں - ترتیب مضامین عام کتب فقہ کے اسلوب کے مطابق نہیں ہے -

ایمان اور عقائد کی تفصیل کے بعد سب سے پہلے حد و تعزیر کا باب ہے -

اخیر کتاب میں مسائل متفرق کا ایک باب ہے جس میں فقہی مسائل کے علاوہ امور شریعت کی مخالفت کی مذمت بعض منشیات اور شاعری کی برائی لباس اور ڈاڑھی وغیرہ کے متعلق آداب شرع بیان کئے گئے ہیں - اشعار خاتمہ میں تاریخ تالیف ۱۰۳۲ھ بتائی گئی ہے -

آغاز :

"اللہ واحد رب توں سچا سچا تیرا راج
جی کجھ کل جہان ہے سبہ تیرا محتاج ہے"

یہ مخطوطہ ایک مکمل نسخہ ہے مطبوعہ نسخہ موجود نہیں ہے اس کتاب کو پنجابی زبان کے ذخیرۂ علوم میں ایک اضافہ کی حیثیت حاصل ہے

تاریخ تحریر درج نہیں ہے اوائل صدی سیز دھم ھجری کا مکتوبہ نسخہ معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم بالصواب

---

(۵)

انواع العلوم

۲۹۷،۳۳۱ عبد - انو

موضوع : فقہ

حجم : ۱۷۶ اوراق

تقطیع : $۷\frac{۱}{۲}'' \times ۸\frac{۳}{۴}'' = ۱۵$ سطری بخط نسخ - مجدول چار خطی - کبود و سرخ ہمقلم ش ہ سابقہ

تالیف (نظم) مولوی عبداللہ (المذکور ش ۴ سابقہ)

مؤلف نے متعدد مقامات پر خود کو عاصی لکھا ہے۔ قیاس یہ ہے کہ یہ ان کا تخلص تھا۔

یہ کتاب بھی سابقۃ الذکر کتاب نص فرائض کے نہج پر مرتب کی گئی ہے مطالب میں تنوع اور حجم اس سے زیادہ ہے۔ تاریخ تالیف اشعار خاتمہ میں ۱۰۴۴ھ بتائی گئی ہے۔ جس سے عیاں ہے کہ یہ کتاب پہلی کتاب 'نص قرآنی' کے ۱۱ سال بعد تالیف ہوئی۔

آغاز :

''اللہ حمد ہمیشہ آیا ہر ہر پیش کلام
جی ترک کلام فعلوں حمد ناہیں اوہ تمام ہے''

مطبوعہ نسخہ موجود نہیں ہے اردو رسم الخط اور پنجابی زبان کی ایک مفید اور نادر تالیف ہے۔

---

(۶)

سی حرفی حضرت میاں صاحب

تفصیل ملاحظہ ہو فہرست مخطوطات فارسیہ شمارہ ۹۵ (د)

حوالہ نمبر

۲۹۷،۶ میاں
۲۹۷،۵۳۱ فقر

---

(۷)

جنگ نامہ

۹۲۱، ۲۹۷ حام

موضوع : مثنوی رزمیہ

حجم : ۳۹۲ صفحات

تقطیع : $\frac{1}{2}$۱۰ = ۱۴ × ″۶ سطری نستعلیق رسمی مجدول سہ خطی کبود و سرخ

مکتوبہ غفار شاہ بن حضرت کرم شاہ متوطن سانده نزد لاہور

تالیف (نظم) حامد (سید حامد شاہ عباسی* یکے از شعرائے اوائل صدی سیز دہم ہجری)

مؤلف کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

یہ کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سے لیکر شہادت امام حسین کے بعد کے واقعات پر مشتمل ایک مثنوی ہے یہ واقعات حضرت امام زین العابدین (فرزند امام حسین رض) المتوفی ۹۵ھ کی امامت اور اس سے دست برداری اور معاویہ ابن یزید (المتوفی ۶۷ھ) کی حکومت اور ان کی تخت سے دست برداری کے حالات پر ختم ہو جاتے ہیں۔ موضوع کتاب خصوصیت کے ساتھ حضرت حنیف ابن علی کے حالات اور یزید کے حامیوں سے ان کی جنگ کا حال بیان کرنا ہے اس لئے نام جنگ نامہ رکھا گیا ہے۔ اخیر میں چند اشعار غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کے مناقب میں ہیں۔

---

* یہ نام مالک سابقہ مخطوطہ نے اسی طرح درج سر ورق کیا ہے۔

بظاهر اس موضوع کی متعدد کتابیں فارسی اردو اور پنجابی میں لکھی گئیں* -

اس کتاب کے مصنف چونکہ سید حامد شاہ ہیں اس لئے اس کا نام "جنگ نامۂ حامد" بھی ہے -

کتاب "جنگ نامۂ حامد" لاہور میں چھپ چکی ہے - ہر چند کہ زیر نظر مخطوطہ اس مطبوعہ نسخہ سے عبارت میں جابجا مختلف ہے لیکن مطالب یکساں ہیں - البتہ خاتمہ کے پچاس اشعار کے قریب جو اس مخطوطہ میں ہیں مطبوعہ نسخہ میں موجود نہیں ہیں اشعار خاتمہ میں مؤلف نے بتایا ہے کہ آغاز تالیف کے وقت ان کی عمر بیس سال تھی اور تیس سال کی عمر یعنی دس سال کے عرصہ میں یہ تمام ہوئی - اشعار کی تعداد ساڑھے پانچ ہزار کے قریب ہے لیکن اس شعر میں جو تعداد بتائی گئی ہے وہ واضح نہیں ہے -

"قصہ ہویا تمام جان گنتی بیت شمار
پنجویہاں تے پنجسو ہویا پنج ہزارے"

اشعار خاتمہ میں مؤلف نے اپنے جالندھر سے نور پور آنے کا ذکر کیا ہے اور راجہ پرتھی سنگھ† اور اس کے وزیر اللہ بخش منہاس کی تعریف فرمائی ہے اس کے ساتھ حضرت پیر جیو صاحب اور ان کے فرزندان غلام رسول - ابراہیم اور احمد جان کے حق میں دعا فرمائی ہے -

آغاز کتاب :

"لکھ لکھ حمد اللہ نوں جس نے گل جہان
نوروں ساز بنائیا کیتا کن فرمان ے"

---

* ملاحظہ ہو تفصیل جنگ نامہ محمد حنفیہ تحت شمارہ ۵۷۳ تفصیلی فہرست کتب فارسیہ (۶۳ء) کتب خانہ ہذا

† اس راجہ کی تعیین نہیں ہو سکی ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد پرتھی راج سنگھ ہو جو جے پور کے راجہ مادھو سنگھ کچھواہہ (المتوفی ۱۷۷۸ء) کا بیٹا تھا اور باپ کے بعد بہت کم عرصہ تک گدی نشین رہا -

اس مخطوطہ کی تاریخ تحریر مندرج نہیں ہے قیاساً اواخر صدی سیزدہم ہجری کا قلمی نسخہ ہے - واللہ اعلم بالصواب

---

(۸)

ہیر رانجھا (پنجابی)

۸۹۱‘۳۲۱ وارث

موضوع : افسانہ منظوم (پنجابی)

حجم : ۱۷۶ اوراق

تقطیع : $5\frac{1}{2}'' \times 9\frac{1}{4}''$ = ۱۲ تا ۱۴ سطری بخط نستعلیق شکستہ آمیز

مکتوبہ کرپا رام ولد لالہ چندر مل عرف تاندو ساکن قصبہ ہارون آباد بفرمائشں دیوان ہر دیو سنگھ ساکن لاہور - تاریخ ۷ بیساکھ سمت ۱۹۱۶ ب وقت پیشین -

تالیف وارث شاہ (یکے از افاضل اواخر صدی دو از دہم ہجری)

مؤلف کے سوانح حیات کے باب میں بہت کم معلومات ہیں - پروفیسر ضیا محمد صاحب ایم - اے ، بی - ٹی - گورنمنٹ کالج شاہ پور نے ایک کتاب یادگار وارث امکانی تلاش و تحقیق کے بعد تالیف کی ہے - ان کی تحقیقات کا ملخص ذیل میں درج ہے -

" وارث شاہ کا وطن جنڈیالہ شیر خاں ہے جو آج کل ضلع شیخوپورہ کا ایک قصبہ ہے - خاندان کے متعلق

صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ سید ہیں - بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان کے والد کا نام سید قطب شاہ تھا - بقیاس غالب انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی اور تکمل تعلیم قصور میں کی - انہوں نے اپنے استاد کو مخدوم قصور کے لقب سے یاد کیا ہے جس سے مراد غالباً حافظ غلام مرتضیٰ ہیں - قصور سے فارغ التحصل ہونے کے بعد حضرت بابا فرید شکر گنج چشتی رح کی خانقاہ واقع پاک پٹن پہنچے اور ان کے سلسلہ کے کسی بزرگ سے منازل سلوک و طریقت کی راہ پائی - اور پھر اپنے وطن واپس لوٹے - راستے میں ٹھٹہ جاھد کی کسی مسجد میں اقامت اختیار کی اور وہیں کسی شریف زادی کے ساتھ ان کے تعلقات مہر و ولا طرفین سے انتہا کو پہنچ گئے - انہوں نے اپنے اشعار میں اس کو ' بھاگ بھری ' کے لقب سے یاد کیا ہے'' -

وارث شاہ مذہباً اہل سنت والجماعت اور مسلکاً صوفی مشرب خدا پرست بزرگ تھے - کہا جاتا ہے کہ حیدر علی ملتانی (المتوفی ۱۱۹۰ھ) حضرت بلھے شاہ فقیر اللہ لاھوری اور نواب یکتا کے ھمعصروں میں سے تھے - وارث شاہ کو پنجابی زبان کا سب سے بڑا شاعر تسلیم کیا جاتا ہے - اس کتاب کے علاوہ بھی ان کی چند منظوم تصانیف ان کی یادگار ہیں - یہ کتاب وارث شاہ کا نہائت مقبول اور پسند عام و خاص منظومہ ہے - پنجابی زبان میں اس کتاب کو مثنوی مولانا روم کے ہم پایہ خیال کیا جاتا ہے - مضمون کتاب ہیر اور رانجھا کی ایک نہایت دلچسپ داستان عشق و محبت پر مشتمل ہے - ہیر جھنگ کے ایک بڑے تعلقہ دار سیال کی بیٹی تھی اور رانجھا تخت ہزارہ کے ایک متمول زمیندار کا لڑکا تھا -

مؤلف (ناظم) نے اس افسانۂ عشق کے پردے میں معرفت الٰہی کے اسرار اور عشق حقیقی کے تصورات کو جا بجا اجاگر کیا ہے ۔

آغاز :

" اول حمد خدا یدا ورد کیجئے عشق کیتا سو جگ داموں مول میاں
پہلوں آپ ہی رب نے عشق کیتا معشوق ہے نبی رسول میاں "

پروفیسر ضیا محمد کی تحقیق کے بموجب ہیر اور رانجھا کے قصے کو کئی شاعروں نے تین مختلف زبانوں فارسی ، اردو اور پنجابی میں نظم کیا ہے ۔ ہیر کے فارسی شاعر مصنفوں کی تعداد چھ اور اردو کی ایک ہے ۔ پنجابی میں لکھنے والے شعراء کی تعداد بہت ہے ۔ لیکن ادبی حیثیت سے جو مرتبہ اس کتاب کو حاصل ہے کسی دوسری کتاب کو حاصل نہیں ہوا ۔

یہ کتاب متعدد بار چھپ چکی ہے ۔ لیکن اس کے تمام مطبوعہ اور غیر مطبوعہ نسخوں میں باہم اس قدر اختلاف ہے کہ ان میں سے وارث شاہ کا اصل کلام اخذ کرنا مشکل ہے ۔

یہ مخطوطہ بھی دوسرے مطبوعات و مخطوطات سے بہت مختلف ہے ۔ یہاں تک کہ شاذ و نادر ہی کوئی مقام رد و بدل سے محفوظ ہے ۔ ان حالات کے پیش نظر یہ نسخہ قابل قدر اور لائق حفظ و نگہداشت ہے ۔

---

(۹)

رنڈی روناں (پنجابی)

۴۲۳، ۸۹۱ عز

موضوع : اخلاقی کہانی (پنجابی ادب نثر)

حجم : ۲۳۴ اوراق

تقطیع : ۱۰″ × ۶ ۱/۳″ = ۲۴ تا ۲۷ سطری نستعلیق خفی مجدول سرخ -

تالیف عزیز الدین برقی

مولف کے باب میں صرف اس قدر معلوم ہے کہ وہ دوآبہ (پنجاب سابقہ) کے رہنے والے تھے - عہد حیات کا تعین اسی مخطوطہ سے کہا جا سکتا ہے جو بقیاس غالب خود مؤلف کا خود قلم ہے اور اواخر صدی سیز دھم ھجری کا مکتوبہ معلوم ھوتا ہے -

یہ کتاب پنجابی زبان اور آردو رسم الخط میں لکھا ھوا ایک اخلاقی افسانہ ہے - جس میں بیوگان کی حالت زار کا بیان اور مسلمان شرفا کے تکلیف دہ رواج (شادی بیوگان سے احتراز) کی نقاب کشائی کی گئی ہے - تمام کہانی ایک بیوہ کی سرگزشت پر مشتمل ہے جو اس کی حسرتناک موت پر ختم ھو جاتی ہے -

زبان کے اعتبار سے یہ کتاب از بس قابل قدر ہے پنجابی نثر میں واقعہ نگاری ، ادبی لطافت ، برجستگی ، اور جذبات کی صحیح عکاسی کا قابل قدر نمونہ ہے

مؤلف نے خاتمۂ کتاب میں بتایا ہے کہ یہ کتاب پنجابی زبان میں نثر نگاری کی ابتدائی کوششوں کا نتیجہ ہے - اس سے پہلے دو ایک ھی نثر لکھی گئی ہے جو نہ ھونے کے برابر ہے -

آغاز :

” اللہ تیری شان ۔ توں نکریاں توں کرا دنا ایں ۔ تاں
کراں والیاں دی کرتا اک پل وچہ گوا دنا ایں ۔
راجیاں توں پھیکھ منگا دیویں تا چڑیاں توں باز مرؤا
دیویں ہے ۔“

صفحہ اخیر پر رسم الخط کے بعض قاعدے جو اس کتاب کی تحریر میں ملحوظ رکھے گئے ھیں بیان کئے گئے ھیں ۔

مطبوعہ نسخہ موجود نہیں ہے ۔ پنجابی ادب کا ایک اچھا نمونہ اور غیر مطبوعہ ھونے کے باعث یہ مخطوطہ قابل قدر ہے ۔

(مخطوطات ہندی)

(۱)

شری بھگوت گیتا (بھاکا)

ج ۲ ۲۹۴،۵۱۲ مول

موضوع : ہندوؤں کا قدیم تاریخی افسانہ

حجم : ۳۲ اوراق

تقطیع : ۶ ۱/۴″ × ۸ ۳/۴″ = ۱۴ سطری نستعلیق معمولی ۔ عنوانات بخط سرخ

مکتوبہ مولراج ولد بھگوان داس دھرہ ساکن لاھور - تاریخ ۱۴ شعبان سنہ احد شاھجہانی م ۱۱۳۰ھ روز دوشنبہ دارالخلافہ شاھجہان آباد (مطابق مہا بھارت انساسن ش ۳۵ فہرست مخطوطات فارسیہ)

تالیف (ترجمہ) نامعلوم

ایک قیاس ضعیف یہ ھے کہ خود کاتب مولراج کی تالیف ھے۔

یہ کتاب ھندوؤں کی نہایت مقبول اور مقدس کتاب شری گیتا یا بھگوت گیتا (متذکرہ ش ۲۳) کا ھندی زبان (بھاکا) نظم میں ترجمہ ھے۔ مشکل الفاظ کے معانی بین السطور میں بزبان فارسی درج ھیں -

آغاز :

" دھرم چھیتر کور چھیتر میں اجودہ کی ساج
سنجی موست پاندوں کیسے کیسے کاج ــ "

مضامین کتاب کو ۱۸ ادھیائے (فصلوں) میں تقسیم کیا گیا ھے - ھر فصل کے اشلوک (اشعار) کی گنتی ورق کے اخیر پر مندرج ھے - مجموعی طور پر ان اشعار کی تعداد ۶۹۲ بتائی گئی ھے - حاشیہ پر بھی اشعار کی گنتی درج ھے -

مطبوعہ نسخہ معلوم یا موجود نہیں ھے بھگوت گیتا کے بھگتوں کے لئے نہایت قابل قدر نسخہ ھے -

---

(۲)

گیان کرماولی (ہندی نظم)

۵،۴۹۳ گمان

موضوع : ہندو فلسفۂ مذہب

حجم : ٦٦ صفحات

تقطیع : ″٦ × ″٨ = ١١ سطری نستعلیق رسمی

مکتوبہ مکند لعل ولد منشی گمانی لعل (مصنف کتاب) تاریخ ۱۴ فروری ۱۷ (۱۸)ء برائے اندر سردار عطر سنگھ والیٔ بھدور

تالیف منشی گمانی لعل (یکے از نوپسندگان اواخر صدی نوز دھم ھجری)

یہ رسالہ اردو رسم خط اور ہندی نظم میں ہے جس میں ہندوؤں کے بعض مذہبی فلسفہ کو سری کرشن کی تفہیمات کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے ۔

آغاز :

" سمرو او بھوانی نندن کرپا سندہ کنت جگ بندن "

اس مضمون سے دلچسپی رکھنے والے ہندی دان اصحاب کے لئے خاصی دلچسپ کتاب ہے ۔ اور خود مؤلف کے فرزند کا قلمی نسخہ ہے ۔ مطبوعہ نسخہ موجود نہیں ہے ۔

———

(۳)

پران سکھ

اس کتاب میں بعض امراض کے معالجات و تدابیر حفظان صحت کو ہندی اشعار میں بیان کیا گیا ہے

تفصیل ملاحظہ ہو فہرست مخطوطات فارسیہ ش ۲٦۱ (ب) -

حوالہ نمبر ٦۱۰ حف / ٦۱۰ پران

(مخطوطات ترکی)

(۱)

رسالہ نا معلوم الاسم

(در فرائض)

۳۴،۲۹۶ لا

موضوع : فرائض

حجم : ۱۴۰ اوراق

تقطیع : $۶\frac{۱}{۲}" \times ۸\frac{۳}{۴}" = ۲۰$ سطری نسخ

تالیف نا معلوم

بظاہر ایک بیاض ہے جس میں وراثت کی تقریباً تمام امکانی صورتوں کو درج کر کے تقسیم وراثت کا طریقہ بتایا گیا ہے ۔

علم الفرائض کے طالب علموں کے لئے پر از معلومات مخطوطہ ہے ۔

آغاز :

" الحمدللہ الذی رفع السموات بلا عماد و رخفض الارض ۔ "

اصل کتاب ورق ۳۳/ب سے شروع ہوتی ہے اس سے پہلے ۳۲ اوراق کے منجملہ ۲۷ اوراق پر حساب فرائض کے کچھ قاعدے اور نظائر درج ہیں ۔ اوراق ۲۰ تا ۲۲ و ۳۱ تا ۳۲ خالی ہیں ۔

سرورق پر ایک مہر ہے ۔

" السید
احمد الشیخ
۱۲۴۵ھ "

تاریخ تحریر درج نہیں لیکن کتاب کے مالک اخر السید الحاج احمد اللہ قاری الشہیر بصراح کے نام کے تحت تاریخ اواخر ۱۲۴۱ھ درج ہے ۔ قیاس ہے کہ یہ نسخہ اوائل صدی سیز دہم ہجری کا مکتوبہ ہے ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

(۲)

نا معلوم الاسم

(ترکی الفاظ کی ایک فرہنگ ہے)

تفصیل ملاحظہ ہو فہرست مخطوطات فارسیہ ش ۹۹ (ج)

حوالہ نمبر ۳۰۳،۴۹۴ آلہ / ۳۵،۴۹۴ حیات

---

(۳)

نصاب ترکی

خالق باری کے نہج پر لکھی ہوئی ایک نظم ہے جس میں ترکی الفاظ کے ہم معنے فارسی الفاظ بتائے گئے ہیں۔

ملاحظہ ہو فہرست مخطوطات فارسیہ ش ۱۹۹ (ب)

حوالہ نمبر ۸۷۱ نصاب / ۳۵،۴۹۴ حیات

---

(۴)

مجموعہ

یہ مجلد حسب ذیل تین کتابوں کا مجموعہ ہے ۔

الف ۔ مجموعہ نصاب شش زبان ترکی ۔

ب ۔ نصاب ترکی ۔

ج ۔ نصاب کتاب ترکی ۔

تفصیل ملاحظہ ہو فہرست مخطوطات فارسیہ ش $\frac{۳۸۵}{\text{الف ، ب ، ج}}$

حوالہ نمبر ۳۱'۸۹۴ یوسف

(مخطوطات پشتو)

مجموعه

(یه مجلد دو رسالوں کا مجموعه ہے)

(۱)

(الف) نا معلوم الاسم

۰۸'۲۹۷ وھا

موضوع : متفرقات مسائل دینیه

حجم : ۹ اوراق

تقطیع : ۵" × ۵ ۱/۲" ۷ = ۱۵ سطری بخط نسخ مجدول دو خطی سرخ - عنوانات بخط سرخ

تالیف عبدالوهاب ولد ولی محمد قوم شیخ المتوفی (؟)

یہ مختصر رسالہ متفرق دینی مسائل پر مشتمل ایک منظومہ ھے ۔

مؤلف نے حمد و نعت و منقبت کے بعد زیارت قبور کے متعلق تعین ایام وغیرہ کی مذمت فرمائی ھے ۔ اور کتاب بحر العلم کو مآخذ قرار دیا ھے ۔ اس کے بعد اعمال فرائض کی تفصیل ھے جس کے مآخذ ملا علی قاری کی کتاب شرح عین العلم اور کتاب مواھب وھاب ھیں ۔ بعد کے اوراق مؤلف کی اخلاقی غزلوں اور طعام و لباس وغیرہ کے شرعی آداب پر مشتمل ھیں ۔

آغاز :

"کل ثنا پہ اللہ شائی
چہ ثنائی ھر چیز دائی ۔"

مطبوعہ نسخہ معلوم نہیں ھے ۔ بظاھر نا تمام ھے اور ایک معمولی رسالہ ھے ۔

تاریخ تحریر درج نہیں ھے قیاساً اواخر صدی سیز دھم ھجری کا مکتوبہ ھے ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

ورق ۱/ب کے حاشیہ پر ایک مہر ھے ۔

"ختم شد ایں کتاب بسم اللہ"

———

(۲)

(ب) قصہ زقوم بادشاہ عراق

۱۔۹۲۴۱'۲۹۷ نعی
۰۸'۲۹۷ وھا

موضوع : تاریخی کہانی

حجم : ۱۷ اوراق

تقطیع و تحریر مطابق (الف)

مکتوبہ ملاں محمد نعیم ساکن اٹک ۔ تاریخ تحریر ماہ کتیوں ششم (٦ ماہ کاتک) روز جمعہ در وقت چاشت ۔ در موضع مانسر ۔

مؤلف کا نام معلوم نہیں ۔ قیاساً خود کاتب مخطوطہ ہی مؤلف رسالہ ہیں ۔ مزید حالات معلوم نہیں ہو سکے ۔

کتاب کا مضمون حضرت محمد حنفیہ ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور زقوم بادشاہ ولایت عراق کے مابین جنگ کے واقعہ کی تفصیل پر مشتمل ہے ۔ اخیر میں حضرت محمد حنفیہ کی فتح ، زقوم بادشاہ کی شکست اور اس کی قوم کا داخل اسلام ہونا مرقوم ہے ۔

عبارت میں محاسن بلاغت کا التزام نہیں کیا گیا ۔

بظاہر ایک معمولی رسالہ ہے ۔

---

(۳)

تاریخ مرصع (پشتو)

۹۵۸ افض

ترجمہ تاریخ خانجہانی (یا تاریخ مخزن افغانی یا مخزن افغانان)

موضوع : تاریخ افاغنہ

حجم : ۴۶۵ اوراق

(جن کے منجملہ نصف اوراق سادہ اور خالی ہیں یعنی ہر ورق کے بعد ایک ورق سادہ لگایا گیا ہے)

تقطیع : $8'' \times 12\frac{1}{2}'' = 20$ سطری بخط نستعلیق مجدول سہ خطی سرخ و سیاہ

مکتوبہ غلام نبی ولد منشی غلام محی الدین ساکن کامل پور حسب فرمائش مسٹر اسٹیون صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس اٹک۔ تاریخ یکشنبہ ۲۵ جنوری ۱۸٦۸ء۔

تالیف (ترجمہ) محمد افضل خان خطک بن محمد اشرف خان (عہد حیات قیاساً اوائل صدی دواز دہم ہجری)

مؤلف (مترجم) کے حالات اور تاریخ وفات کی تعیین نہیں کی جا سکی۔ ایک محقق نے تاریخ وفات ۱۱۰٦ھ بتائی ہے۔ حوالہ راقم الحروف کے ذہن سے اتر گیا ہے۔

یہ کتاب خواجہ نعمت اللہ بن حبیب اللہ الہروی (یکے از مورخین اواسط صدی یازدہم ھجری = عہد جہانگیری) کی تالیف ھے۔

تاریخ مخزن افغانان کا پشتو زبان میں ترجمہ ھے۔ کتاب مخزن افغانی کی تدوین ایک سے زیادہ مرتبہ کی گئی ھے*۔ اور اس کا نام مخزن افغانی تدوین دوم کے وقت رکھا گیا۔ یہ کتاب اب نایاب ھے۔ اس کا انگریزی میں بھی کلاً یا جزاً ترجمہ ھو چکا ھے۔ قوم افاغنہ کی ایک نہایت مبسوط تاریخ ھے۔ مؤلف نے پشتو زبان جاننے والی اقوام کی سہولت فہم کے لئے اس کا پشتو میں ترجمہ کیا ھے۔ گو اس ترجمہ کی ترتیب اصل کتاب کی ترتیب کے مطابق ھے تاھم کہیں کہیں اختلاف مشاھدہ میں آیا ھے۔

آغاز :

"باسمک القدوس سبحان اللہ وبحمدہ پاکی وہ ھغہ خدایتعالے
لرہ چہ زمام ٔمی داختیار او دا اقتدار بقدرت کاملہ سرہ ـــــ"

کتاب سے پہلے ۸ اوراق پر اصل کتاب کے مطالب کا ایک مختصر خاکہ فارسی زبان میں بطور فہرست مضامین شامل ھے جس کا آغاز اس طرح ھوتا ھے۔

"حمدے کہ مور خاں قائع (وقائع) نگار و مستخبران بدائع
انگار بلسان گو ھر بار بلاغت وقار با لیل وا لنہار انشاء
نمایند ـــــ"

---

* ریو ص ۲۱۰

یہ مخطوطہ بظاہر ایک معتنابہ نسخہ معلوم ہوتا ہے۔ ہر ورق کے بعد ایک سادہ ورق لگایا گیا ہے۔ اوراق سادہ کے منجملہ اوراق ۸۵ الف تا ۹۹ ب پر ان کے مقابل کے صفحات کی عبارت کا ترجمہ بزبان انگریزی مندرج ہے۔ مترجم کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔

(مخطوطہ زبان کشمیری)

شیرین خسرو

۳۳۳، ۸۹۱ مجمو

موضوع : افسانہ

حجم : ۱۷ اوراق

تقطیع : ۶۰×″۹ ۱/۳ = ۱۵ سطری نستعلیق معمولی

مکتوبہ ۱۲۲۹ھ

تالیف محمود گامی

مؤلف (ناظم) کا یہ نام آخری اشعار میں مندرج ہے - حالات زندگی معلوم نہ ہو سکے -

یہ کتاب کشمیری زبان میں شیرین و خسرو کا منظوم افسانہ ہے - جو خسرو شیریں نظامی کے تتبع میں نظم کیا گیا ہے -

تاریخ تالیف و تحریر بظاہر ایک ہی ہے -

مطبوعہ نسخہ موجود نہیں ہے -

————

ختم شد

فہرست الفبائی مخطوطات

(مخطوطات اردو)

نمبرشمار	نشان کتب خانہ	نام کتاب	شمارۂ عنوان
١	٨٥٣،٣٢ حاتم	آرائش محفل یا قصۂ حاتم طائی	٢٥
٢	٩٢٢ کرم	احوال خاندان مخدوم پیر کرم حسین	٢٧
٣	٢٩٧،٣٦٦ ضا / ٢٩٧،٥٨ فیا	احوال دوزخ	٦ / ٧ (د)
۴	ج ٢٩۴،٦١ گر، عطر	اختصار گرنتھ صاحب دسویں بادشاہ	٢
٥	٣٣٠،٢ اصو	اصول سیاست مدن	١٠
٦	٢٩۴،٥١٢ گیتا	پریچھا سری کرشن و سری رادھا	١
٧	٨٥١،١ وجد	✓ پنچھی باچھا	١٨
٨	٥٧٣،٩٥۴ عطر	تاریخ سدھو براڑان (دفتر اول)	١۴
	٢٩٧،٥٨ فیض / ٢٩٧،٥٨ فیا	تحفۂ خانی (فارسی)	٧-(ہ)
٩	ج ١،٥۴٠ غلا - جیا	تذکرۂ قاضی عبدالجبار ہمدانی	١٢
١٠	٢٩٧،٢٣ اسما	تقویۃ الایمان	٣
	٩٥۴،٨۴ تلس	(تواریخ اضلاع ابن روئے ستلج)	٢٩
١١	ش ٢٩٧،٣٢ نسف - جیو	حلیۂ مبارک (ہندی)	٨

نمبرشمار	نشان کتب خانه	نام کتب	شمارۂ عنوان
۱۲	۹۵۴'۹۵ سرو	دستور العمل ملک محفوظه	۳۱
۱۳	۹۵۴'۹۵ سرو (۲)	دستور العمل ملک محفوظه	۳۲
۱۴	۸۵۱'۳۷ رنگین - بیخ	دیوان بیخته (یا دیوان غزل در غزل)	۲۳
۱۵	۸۵۱'۱۷۲۴ قصا	دیوان قصائد و غزلیات ولی	۲۰
۱۶	۸۵۱'۱۷۲۴ دیو	دیوان ولی دکنی	۱۹
۱۷	۹۵۴'۸۴ تلس	سیر پنجاب حصه دوم تواریخ اضلاع ایں روئے ستلج	۲۹
۱۸	۹۵۴'۸۴ کا	سیر پنجاب حصه اول (ناقص)	۳۰
۱۹	۹۵۴'۹۵۳ سپهد	سیمائے ظفر یا تاریخ کامل	۳۳
	۲۹۷'۵۸ یعقو ۲۹۷'۵۸ فیا	عین الفقه (فارسی)	۷-(ج)
۲۰	۸۵۱'۳۷ رنگین - فرا	فراست نامۂ رنگین	۲۴
۲۱	۸۵۳'۴۵ فسا	فسانۂ عجائب	۲۶
۲۲	۲۹۷'۴۶۳ قیا	قیامت نامۂ اردو	۵
۲۳	۱'۵۴۰ غلا - کج ۱'۵۴۰ غلا - جیا	کجکول مسافر جالندھری	۱۳
۲۴	۲۹۷'۳ شجا	کشف الخلاصه	۴
۲۵	۸۵۱'۳۲ دیو	کلیات میر	۲۱
	۲۹۷'۵۸ محمد ۲۹۷'۵۸ فیا	کلید بهشت (فارسی)	۷-(ب)
	ج ۲۹۴'۶۲ گر ، عطر	(گرنتھ صاحب دسویں بادشاه)	۲
۲۶	۸۵۱'۰۹ شیفته	گلشن بیخار	۱۷

نمبرشمار	نشان کتب خانه	نام کتب	شمارۂ عنوان
۲۷	۹۵۴'۰۵ نور	گلشن راجپوت پنوار	۲۷
۲۸	۸۵۱'۳۴ سحر	مثنوی سحرالبیان (یا نظیر و بدر منیر)	۲۲
۲۹	۲۹۷'۵۸ فیا	مجموعۂ مسائل دینیه	۷
۳۰	۲۹۷'۹۹۲۱ مجید	محافل الانوارنی احوال سید ابرار	۹
۳۱	ج ۱'۵۴۰ غلا	مخزن الحکمت (ترجمه)	۱۱
۳۲	۶۱۰ شفی	نامعلوم الاسم	۱۵
	۸۵۱'۳۴ سحر	(نظیر و بدر منیر)	۲۲
۳۳	۸۵۱'۷۶ سحر	واسوخت سحر	۱۲

(مخطوطات پنجابی)

نمبرشمار	نشان کتب خانه	نام کتب	شمارۂ عنوان
۱	۲۹۸'۳۳۱ عبد، انو	انواع العلوم	۵
۲	۲۹۴'۶۱ پیڑ	پوتھی جنم ساکھی کلاں گورو نانک دیو جی مہاراج	۱
۳	۲۹۷'۹۴۱ حام	جنگ نامه	۷
۴	۸۹۱'۴۲۳ عز	رنڈی روناں	۹
۵	۲۹۷'۵۳۱ فقر	سی حرفی حضرت میاں صاحب	۶

(فہرست مخطوطات فارسیه)

نمبرشمار	نشان کتب خانه	نام کتب	شمارۂ عنوان
۶	۲۹۷ رانجھ	مجموعه انواع شریف (مشتمل بر کتب ذیل) الف - انوار سراجی ب - شرف النکاح ج - میزان الشریعت د - تنبیه المفسدین	۲

نمبرشمار	نشان کتب خانه	نام کتب	شمارهٔ عنوان
		ه - شمس العلوم	
		و - نجات المسلمین و مفتاح الفقه	
		ز - نهر العلوم	
		ح - مفتاح المصلی	
		ط - انواع بحر العلوم	
		ی- شرح خلاصه	
۷	۲۹۷٬۰۸	نامعلوم الاسم	۳
۸	۲۹۷٬۳۳۱ عهد	نص فرائض	۴
۹	۸۹۱٬۴۲۱ وارث	هیر رانجها	۸

(مخطوطات هندی)

نمبرشمار	نشان کتب خانه	نام کتب	شمارهٔ عنوان
۱	۶۱۰ خف / ۶۱۰ پران	پران سکهه	۳

(فهرست مخطوطات فارسیه)

نمبرشمار	نشان کتب خانه	نام کتب	شمارهٔ عنوان
۲	ج ۲۹۴٬۵۱۲ مول	شری بهگوت گیتا	۱
۳	۲۹۴٬۵ گمان	گیان کرماولی	۲

(مخطوطات ترکی)

نمبرشمار	نشان کتب خانه	نام کتب	شمارهٔ عنوان
۱	۲۹۷٬۳۴ لا	رسالهٔ نامعلوم الاسم (در فرائض)	۱
۲	۸۹۴٬۳۱ یوسف	مجموعه	۴

(فهرست مخطوطات فارسیه)

نمبرشمار	نشان کتب خانه	نام کتاب	شمارهٔ عنوان
٣	٣٠٣‘ ٤٩٤ آله / ٣٥‘ ٤٩٤ حیات	نامعلوم الاسم	٢

(فهرست مخطوطات فارسیه)

نمبرشمار	نشان کتب خانه	نام کتاب	شمارهٔ عنوان
٤	٨٧١ نصاب / ٣٥‘ ٤٩٤ حیات	نصاب ترکی	٣

(فهرست مخطوطات فارسیه)

(مخطوطات پشتو)

نمبرشمار	نشان کتب خانه	نام کتاب	شمارهٔ عنوان
١	٩٥٨ افض	تاریخ مرصع	٣
٢	٩٢٤١‘ ٢٩٧ نعی / ٠٨‘ ٢٩٧ وها	قصهٔ زقوم بادشاه	٢
٣	٠٨‘ ٢٩٧ وها	مجموعهٔ نامعلوم الاسم	١

(مخطوطهٔ کشمیری)

نمبرشمار	نشان کتب خانه	نام کتاب	شمارهٔ عنوان
١	٤٣٣‘ ٨٩١ محمو	شیرین خسرو	

فہرست اسمائے مصنفین

(آردو)

فہرست اسمائے خطاطین

مطبوعہ : ویل وشر پریس ۶۵ - دی مال لاہور ۔